ع ۲۸۱۳

رسالة العقيدة وغيرها

ولا تلقوا بایدیکم الی التهلکة

لله الحمد و المنه که حسب فرمایش جناب مولوی السید حافظ علی صاحب
رئیس نہٹور دامت برکاتہم و اعانت شان مرۂ ثانیه

۸۱۳ھ

# تقیه در ثبوت تقیه

مزین بدستخط جناب مولینا و مقتدانا مجتهد العصر قبلہ و کعبہ
سلطان العلما جناب سید محمد صاحب دام ظلهم العالی

در مطبع مجمع البحرین لودیانہ طبع شد

باسمه سبحانه

لقد احسن و اجاد

فیما سمح به و افاد مؤلف هذا المؤلف

بطبعه الوقاد و ذهنه النقاد سلالة الاطیاب

الامجاد سمی العاشر من حجج الله علی العباد صلوات الله علیهم

الی یوم التناد فلله دره حیث شمر عن ساق الجد و الاجتهاد و بالغ

فی الجهاد و الجلاد فضرب اظهر الاذعاد ای البغی و العناد

و ذوی الحقد و اللداد اتباع السامری و فرعون

و شداد علیهم ما علیهم ما دارت السبع الشداد حرس الله

مؤلفه من شرور الحساد و جزاه خیر الجزاء عن الاجداد

حرره اضعف العباد محمد بن علی بن محمد

الرضوی عفی عنهم

یوم المعاد +

واجد علی شاه ... سید محمد بن المرحوم سید دلدار علی

مجتهد العصر سلطان العلماء مولوی ...

حافظ الکلام الرسول ... حضرت

منبع علوم دین مرجع سادات ...

بسم الله الرحمن الرحیم

الحمد لله الذی هدانا الی خیر الشرایع والادیان و سهل لنا سلوک مسالک الاحکام بغایة طوله والامتنان اجاز لنا التقیة فی بعض الاحیان من اهل النفاق والعدوان بحکم محکم القرآن و من کفر من بعد ایمانه الا من اکره و قلبه مطمئن بالایمان والصلوة علی نبیه المبعوث علی کافة الانس والجان و خلفائه من اهل بیته الهداة الی جمیل الجنان بعد حمد و صلوة کے معلوم ہو کہ ان دنوں ایک رسالہ بعض ابناء زمان کا درباب بطلان تقیہ کے نظر آیا سراپا سودائے خام اور خیالات واہی سے مملو و مشحون ہے اور شبہات و دلائل اوسکے محض لغو و لاطائل ہیں بملاحظہ عالیجناب قدسی القاب قبلہ و کعبہ سادات و مومنین پیشوای محبان آل طه و یسین فرزند مظہر العجائب نائب امام غائب بہار گلشن جعفری ثمر شجرہ حیدری الذاب عن شریعة جده خیر البریة الکاسر للشوکة العمریة بالضربة الحیدریة رئیس الفقهاء والمجتهدین مروج الملة والدین سلطان العلماء والمتکلمین العلامة الاوحد ملاذ و ماد استاد الکل فی الکل مولانا السید محمد لا زالت رایات ہدایاتہ عالیة و ما برحت فیوض افاداتہ متتالیة پیش ہوا ہرچند وہ رسالہ بسبب تعصبات و ذکر دلائل واہی نہ بات کے قابل جواب و لائق التفات نہ تھا لاکن واسطے دفع شبہات عوام کالانعام کے کمترین مستفیدان بزم ہدایت مآل ہذا کمترین صفوف نعال اہل کمال اعنی اقل المتوسل عن جرائمہ بمحمد و آلہ خیر آل واسطے تحریر جواب باصواب کے مامور ہوا از انجا کہ امتثال فرمان واجب الاذعان ذمہ کمترین پر واجب و لازم تھا لاجرم بعد الاغماض عن کمیت و کیفیت رد ادعای مخالفی اہل البیت بکمال استعجال و پریشانی حال جواب مختصر اوسکا تحریر کیا لیہلک من ہلک عن بینة و یحیی من حی عن بینة امید ہے کہ یہ جواب موسوم بہ ادلہ تقیہ در ثبوت تقیہ سبب اجر و ثواب [illegible]

اور پسندیدہ خواطر اولو الالباب خاصۃ جناب ممدوح الالقاب ہووی و باللہ استعین انہ خیر ناصر و معین

**قال صاحب الرسالۃ اما بعد** پوشیدہ نرہی حضرت امیر اور بعد اونکی ائمہ اہلبیت سلام اللہ علیہم اجمعین
اور صحابہ اور تابعین باہم مقدمات دینی مین متفق رہے اور کبہی اصول و عقائد دین بلکہ بیاہ شادی مین بہی
جدائی نہ پائی گئی جس سے معلوم ہوتا کہ آپسمین ہیچ مقدمات دین کی مخالفت رکہتی ہین **اقول و بہ نستعین**
اسمقام مین صاحب رسالہ نی شاہراہ استدلال سی منحرف ہوکر مضامین شعریہ بیان کئی ہین اور مانند فرقہ سوفسطائیہ
کی انکار امور بدیہیہ کا اختیار کیا ہی اور واسطی فریب دہی عوام کالانعام کی دام مکر و تزویر پہیلایا ہی لاکن لطف یہ ہی
کہ بمفوای وہم لا یشعرون خود اوس دام مکر و کید مین صید ہو گیا یعنی باوجود دعوای محبت بلکہ عقیدت و ارادت
با اہل بیت نبوت کہ محض لسانی ہے ابتک معرفت رتبہ و منزلت اہلبیت طاہرین کی اوسکو حاصل نہین ہوئی
کہ بکمال بے حجابی دعوای اتفاق و اتحاد صحابہ با اہلبیت نبوت زبان پر لایا ہی حالانکہ اتحاد و اتفاق کا اطلاق اون
لوگون پر ہوتا ہی کہ جو باہم درجات اور مراتب اور فضل و شرف مین مساوی اور ہمسر ہون غلام کو ساتہہ آقا کی اور
تابع کو ساتہہ متبوع کی متحد اور متفق نہین کہتی بلکہ یون کہتی ہین کہ فلان غلام اپنی آقا کا مطیع اور فرمان بردار ہے
اور بیشک یہی نسبت صحابہ کو ساتہہ اہلبیت کی تہی اسواسطی کہ حضرات اہلبیت معصومین بحکم احادیث متفق
علیہا بین الفریقین مانند حدیث ثقلین اور حدیث اہلبیتی کسفینۃ نوح من رکبہا نجی ومن تخلف
عنہا ضل فغرق و غوی شریک اور سہیم کتاب خدا کی ہین اور مانند قرآن مجید کی اتباع اونکا واجب و لازم
ہی اور تارک اونکا تارک ہدایت اور فریقی لجہ ضلالت و غوایت ہی پس صحابہ کا متحد و متفق ہونا جب صحیح ہوتا
کہ اہلبیت اور صحابہ باہم درجات اور مراتب مین مساوی ہوتی حالانکہ کجا صحابہ و تابعین اور کجا اہلبیت طیبین
و طاہرین ع چہ نسبت خاک را با عالم پاک + اس جگہہ سی معلوم ہوا کہ ہنوز صاحب رسالہ اہل بیت نبوت
و رسالت سی مطلق واقف و آشنا نہین اور محض واسطی فریب دہی عوام ناس کے دعوی اتفاق و اتحاد صحابہ
با اہلبیت زبان پر لا عن شعور لایا ہی حالانکہ خود اوسی فریب مین گرفتار ہو گیا یخادعون اللہ والذین امنوا
وما یخدعون الا انفسہم وما یشعرون اور قطع نظر اس کلام سی ہم کہتی ہین کہ مقصود صاحب رسالہ اور دیگر
علمای اہلسنت کا اس کلام مختل النظام سی یہ ہی کہ صحابہ باہم بہی متفق تہے اور ساتہہ اہلبیت طاہرین کے بہی اتفاق
و اتحاد رکہتی تہی اور یہہ دعوی بدیہی البطلان بلکہ بازیچہ اطفال دبستان ہی مخالفت صحابہ و تابعین کے
جناب امیر المومنین اور ائمہ معصومین سی علیہم السلام مشت از بام بلکہ مستغنی عن البیان اور مانند آفتاب تابان

تابان عیان ہی کتب معتبرہ اہلسنت اس مخالفت سی مملو اور مشحون ہیں اور خود علمای معتبرین اہلسنت نی تصریح
اسکا کیا ہی چنانچہ ملا سعد الدین تفتازانی نی شرح مقاصد مین لکہا ہی یعنی ان ما وقع بین الصحابۃ رضی اللہ تعالیٰ
علیہم من المحاربات و المشاجرات علی الوجہ المسطور فی کتب التواریخ والمذکور علی السنۃ الثقات
یدل بظاہرہ علی ان بعضہم قد حاد عن طریق الحق و بلغ حد الظلم و الفسق و کان الباعث لہ الحقد
والعناد و الحسد و اللداد و طلب الملک و الریاسۃ و المیل الی اللذات و الشہوات اذ لیس کل صحابی
معصوما و کل من لقی النبی بالخیر موسوما الا ان العلماء لحسن ظنہم باصحاب رسول اللہ ذکروا
لہا محامل و تاویلات بہا یلیق و ذہبوا الی انہم محفوظون عما یوجب التضلیل و التفسیق
صونا لعقاید المسلمین عن الزیغ و الضلالۃ فی حق کبار الصحابۃ رضوان اللہ علیہم سیما المہاجرین
منہم و الانصار و المبشرین بالثواب فی دار القرار رضوان اللہ علیہم اجمعین و اما ما جری بعدہم
من الظلم علی اہلبیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم فمن الظہور بحیث لا مجال للاخفاء و من الشناعۃ
بحیث لا اشتباہ علی الاراء اذ کاد یشہد بہ الجماد و العجماء و تبکی لہ الارض و السماء و تنہد
۵ منہ الجبال و تنشق الصخور و یبقی سوء عملہ علی کر الشہور و مر الدہور فلعنۃ اللہ علی
من باشر او رضی او سعی و لعذاب الآخرۃ اشد و ابقی انتہی بعض کلامہ معنی اس کلام کی یہہ ہین کہ جو کچہہ واقع ہوا
درمیان صحابہ کی محاربات اور منازعات سی اوپر اوس وجہ کی کہ کتب تواریخ مین مسطور اور زبانہای ثقات پر
مذکور ہین دلالت ظاہری کرتا ہی اس امر پر کہ بعض صحابہ طریق حق سی پہر گئی تہی اور حد ظلم اور فسق تک پہونچی
اور تہا سبب اسکا عداوت اور عناد اور بغض و حسد اور طلب ملک و ریاست اور میل طرف لذات و شہوات کی سوا
کہ نہین ہی ہر ایک صحابہ سی معصوم اور نہ ہر ایک اونمین سی مخبر ہی مگر یہ کہ علما نی بسبب حسن ظن کے اون امور کے
تاویلات ذکر کئی ہین جو اونکی لایق ہین اور گئی ہین طرف اس امر کی کہ وہ تضلیل اور تفسیق سی بری ہین تا کہ عقاید
مسلمین زیغ و ضلال سے محفوظ رہین بیچ حق کبار صحابہ کی خاصہ مہاجرین و انصار کی جو بشارت دی گئی ہین
ساتہہ ثواب کی بیچ دار قرار کی اور جو کچہہ کہ واقع ہوا بعد اونکی ظلم اوپر اہلبیت نبی کی پس وہ ایسا ظاہر ہے
کہ مجال اخفا نہین اور اوسکی شناعۃ ایسی ہے کہ عقول پر مخفی نہین ہو سکتی اور قریب ہی کہ گواہی دین
اوسکی جمادات اور حیوانات عجما اور روئین اونکی لئی ارض و سما اور پہٹ جاوین اوسی پہاڑ اور شق ہو جاوین
پتہر اور باقی رہیگا سوء عمل اوسکا ہمیشہ پس لعنت خدا کی اوس شخص پر کہ جو مباشر اسکا ہوا یا راضی ہوا

اور سعی سین کی ہر آئینہ عذاب آخرت شدید تر اور پایندہ تر ہی اقول سبحان الذی انطق کل شیء یہ کلام
نمونہ قدرت پروردگار ہے اب صاحب رسالہ اور اوسکی اولیا و اعزاب کہ تراب و سراب اور موج و حباب اور
قشر و لباب مین فرق نہین کرتی اگر اپنی سیرت مذمومہ سی باز آئین تو بچشم انصاف اس عبارت مین ملاحظہ
کرین کہ شارح مقاصد نی مطالب مقاصد اور وہم فاسد اور شناع کاسد قوم کو کیسا ہباء منثورا کردیا اور
بالتصریح کہدیا کہ بعض صحابہ طریق حق سی منحرف ہو گئی اور بسبب تعدی حدود الہی کے حد ظلم و فسق تک
پہونچی تہی اور کس شد و مد سی قاعدہ مخترعہ الصحابہ کلہم عدول سے عدول کیا اور کہا کہ ہر صحابی نہ معصوم تہا اور نہ
محفوظ اور بطلان تمام ظاہر کردیا کہ سبب ان محاربات اور منازعات کا نہ تہا مگر بغض اور حسد و عناد اور طلب حکومت
و ریاست اور میل شہوت و لذات الخ یہہ کلام مصداق حدیث خیر الانام ہی کہ اون حضرت نی فرمایا ستحرصون
علی الامارة و ستکون ندامة یوم القیمة فنعمت المرضعة و بئست الفاطمة کما نقل الشارح ایضا
عن البخاری وغیرہ یہہ کلام مخبر صادق دلالت کرتا ہی کہ جماعہ اصحاب نے کہ مصداق و اذا رایتہم تعجبک اجسامہم
و ان یقولوا تسمع لقولہم ہیں طلب باہ و حکومت و ریاست و امامت کی اور وہ ریاست و امارت اونکو حاصل
ہوئی اور عنقریب وہ امارت بروز قیامت سبب ندامت ہوگی و الا کذب مخبر صادق لازم آتا ہی اور ظاہر ہی کہ جماعہ
اصحاب مصداق خطاب جناب ختمی مآب ہین اور اقل مراتب جمع تین ہین پس اب اہلسنت خدا کو حاضر و ناظر جانکر
بتلائین کہ وہ اصحاب ثلاثہ کہ جنہون نی طمع ریاست و امارت کی اور وہ ریاست و امارت سبب ندامت بروز
قیامت اونکی حق مین ہوگی وہ کون ہین یہہ ہی لوگ ہین کہ جنکی بیعت سی جناب امیر نی انکار کیا اور اپنی گہر مین
بیٹہہ رہے اور خلیفہ ثانی نی ارادہ اونکی گہر جلادینی کا کیا چنانچہ یہہ امور بطریق اختصار عنقریب مجملا مذکور ہونگی
اور یہہ عبارت ملا سعد الدین کی بہی اسی امر پر گواہی دیتی ہے اور اگر فقط معاویہ کو مصداق حدیث قرار دین
اول تو معاویہ بہی خلیفہ برحق تہا اور بقول پیر دستگیر اہلسنت خلافت اوسکی آسمان سی نازل ہو چکی تہی اور
اور بقول صاحب صواعق بلکہ بقول شارح مقاصد وہ بہی مجتہد تہا اور مجتہد کو اگر خاطی ہے تو ایک اجر ہوتا ہے
اور خود شارح مقاصد نی کہا ہے کہ حرب صفین سبب تفسیق معویہ نہین ہو سکتی چہ جای تضلیل و تکفیر پس معاویہ
مصداق اس حدیث کا کیونکر ہو سکتا ہی اور ثانیا معویہ فرد واحد ہی اور مصداق حدیث جماعت اصحاب ہے پس
لا اقل تین سے کم نہونگی پس بجز اصحاب ثلاثہ کی کوئی مصداق حدیث نہین فتامل حتی یاتیک الیقین
اور واضح ہو کہ ملا سعد الدین نی جواب کلام سوم مین نقل کی ہے کہ علما نی بسبب حسن ظن کی اسکی تاویلین

تاویلین کی ہین لیس یہہ کلام تعصب نظام سبب حیرت خواص و عوام طلبا از بچہ طفلان و بستان ہے سبحان اللہ
تاویل اوس مقام مین ہوتی ہی کہ جو سعی سے پوشیدہ ہو سکی اور جبکہ خود شارح مقاصد نی اعتراف کیا ہی کہ افعال
انکی دلالت ظاہری کا اسپر کرتی ہین کہ وہ راہ حق سی منحرف ہو گئی اور حد ظلم و فسق کو پہونچی اور سبب انکا تہا
مگر بغض و عناد و لداد حتی کہ خود سپر انداختہ ہو کر اعتراف کیا کہ ہر صحابی نہ معصوم تہا نہ خیر ہر اب مقام تاویل کہان ہی پہر
تاویل نہین بلکہ آفتاب پر خاک ڈالنا ہی و مانند خفاش کی کہ آفتاب تابان سے چشم پوشی کرنا ہی اگر یہی تاویل ہی
تو اہلسنت و اہل کتاب مین کچہہ فرق نہین اتخذوا احبارہم و رہبانہم اربابا من دون اللہ الغرض اس
کلام سی اختلاف مین الصحابہ بحدیکہ منجر طرف ظلم و فسق کے ہو ثابت ہی فتامل ہر چند کہ ناظر منصف کے لیے اسیقدر
کافی اور وافی ہے لاکن چونکہ صاحب رسالہ نی کلمۂ انکار ایسی اختلاف کا کیا ہی پس ضرور ہوا کہ بمضمون مشتی نمونہ
از خرواری چند اختلافات صحابہ کبار اہلسنت برعایت اختصار اس مقام مین مذکور ہون تا کہ حق حقیق مومنین
پر ظاہر ہو مخفی نہ رہی کہ ملا عبد الکریم شہرستانی کہ معتبرین علمای اہلسنت سی ہے کتاب ملل و نحل مین لکہتا ہی
کہ اول وہ شبہہ کہ جو درمیان عالم کی واقع ہو شبہہ ابلیس لعین ہی اور یہی شبہہ منشا ضلالت ہوا اور ہر ایک
امت مین کچہہ لوگ ایسی ہوتی تہی کہ وہ اس شبہہ کی تجدید کرتی تہی اور شبہات انکی انہین شبہات شیطانی سے
ہوتی تہی تا آنکہ خود صاحب ملل و نحل نے اعتراف کیا ہی کہ شبہات و اختلافات اہل امت کی سب ناشی اُن
اختلافات اور شبہات منافقین سے کہ حرکات و سکنات رسول مختار پر زبان اعتراض دراز کرتی تہی اور باوجود قوت
و شوکت اسلام کی اعتراض سی باز نہ آتی تہی او بسبب اس اعتراض کے نفاق انکا ظاہر ہوتا تہا پس وہ اعتراضات
مانند تخم کی تہی اور اختلافات اور شبہات مانند زراعت کی بعد اسکی صاحب ملل و نحل نے لکہا ہی کہ اول تنازع
کہ جو مرض وفات جناب رسالتمآب مین درمیان صحابہ کی واقع ہوا وہ یہہ ہے کہ بروایت صحیح بخاری حضرت نے
دوات و قلم طلب کیا تا کہ ایک ہدایت نامہ تحریر فرماوین کہ جسکی سبب سے گمراہی بعد اون حضرت کی نہو پس عمر نے
کہا کہ پیغمبر خدا پر اسوقت درد کی غلبہ بہت کیا ہی ہمکو کتاب خدا کافی ہے پس جب شور و غل بہت ہوا
حضرت نی فرمایا قوموا عنی لا ینبغی عندی التنازع اور دوسرا تنازع جو اوس مرض مین واقع ہوا
وہ یہہ ہی کہ حضرت نی فرمایا جہزوا جیش اسامہ لعن اللہ من تخلف عنہ یعنی واسطی جنگ اسامہ
آمادہ اور مہیا ہو اور جاوے خدا لعنت کری اوسپر کہ جو اس لڑائی مین نجائی پس بعض صحابہ نی کہا کہ ہمپر
فرمان برداری جناب رسالتمآب کی واجب ہے اور اسامہ بہی مہیا ہو کر مدینہ سی نکل چکا ہی اور بعضون نے

کہا کہ ہم اس حال میں مدینہ سے باہر نہ جا بینگے کہ جبتک کہ انجام اس مرض کا معلوم ہو انتہی کلامہ ملخصا ان
دونو نتائج سے صاف ظاہر ہی کہ صحابہ نے بجا آوری حکم محکم جناب رسالتمآب سے انکار کیا اور خلیفہ ثانی بھی از
جملہ منکرین تھے اور ہر مومن دیندار کو خوب معلوم ہے کہ منکر حکم رسولخدا صلی اللہ علیہ و آلہ کا کیا حکم ہی واضح ہو کہ اگر
چہ صاحب ملل و نحل نے تنازع ثانی میں نام خلیفہ اول یا ثانی کا نہیں لکھا ہی لاکن بعد ملاحظہ کتب معتبرہ
اہلسنت واضح ہوتا ہی کہ یہہ دونو بھی اس حکم میں داخل تھے کما لا یخفی علاوہ اسکی ہمکو اسیقدر کافی ہی اسواسطے
کہ صاحب رسالہ اور اہل نحلہ اوسکی نے کلیۃ انکار اختلاف صحابہ کا کیا ہی مخفی نرہی کہ صاحب ملل و نحل نے بعد
تحریر ان دونو صورتونکی تاویل خطای اجتہادی سے کی ہے یہہ محض حیلہ پردازی اور سخن سازی ہے اسواسطے
کہ یہہ حکم حضرت نبوی کا نص صریح تھا اور باجماع امت یہہ امر ثابت ہی کہ اجتہاد بمقابلہ نص مسموع نہیں ہوتا
ورنہ خطای شیطان بھی راجع طرف خطای اجتہادی کی بنا بر مزعوم اہلسنت ہو جاویگی فاھو جوابہم عن
اجتہاد الشیطان فھو جوابنا عن اجتہاد من بعثتہم الغرض اسمقام سے اختلاف مین الصحابہ بحدیکہ منجر طرف
تفسیق یا تکفیر کی ہو ثابت ہوا اور جو کچھہ کہ اختلافات صحابہ کبار کی مسئلہ امامت میں ظاہر ہوئی وہاں اونکا
نا روز شمار باقی ہے العجب کل العجب کہ بعضی ہمنشینان رسول مختار بلکہ یار غار نے بطمع دنیای ناپایدار نعش
مبارک کو بی غسل و کفن اور اہلبیت اطہار کو گریان اور نوحہ زن چہوڑا اور بطرف سقیفہ بنی ساعدہ کی دوڑے
تا آنکہ مجمع قریش میں پہونچی اور صدای منا امیر و منکم امیر بلند ہوئی اور ایکجانب سے آواز الائمۃ من قریش جوش
و خروش میں آئی آخر زور و مکر و زور خاندان نبوت سے خلافت مغصوب ہوئے اور ظالمین و متغلبین جانشین
مسند خیر المرسلین ہوئی یہہ قصہ مطولاً و مختصراً اکثر کتب معتبرہ اہلسنت میں مندرج ہی چنانچہ صاحب ملل و نحل
نے بھی مختصر اختلاف خامس میں لکھا ہی اور یہہ بھی لکھا ہی کہ گروہ بنی ہاشم نے اور ابو سفیان اور جناب امیر نے
بیعت نہ کی اور بعض صحاح ستہ اہلسنت میں بھی مروی ہی چونکہ مقام اجنبی ہے لہذا مجملاً ذکر اوسکا بعبارت عام فہم
اس مقام میں کیا جاتا ہے سید جمال الدین محدث نے کتاب روضۃ الاحباب میں کہ بتصریح صاحب
تحفہ کتب معتبرہ اہلسنت سے ہی لکھا ہی چون از امر بیعت فراغت حاصل شد ابو بکر صدیق از وجوہ
مہاجر و انصار مجمعی ساختہ علی مرتضیٰ را بان مجلس طلبید وی اجابت فرمود و دران مجمع حاضر شد
و در محل لایق خود نشست و از موجب طلب خویش پرسید عمر فاروق فرمود موجب آنست
کہ میخواہیم چنانکہ سایر اصحاب با ابو بکر بیعت کردند تو نیز بیعت کنی علی گفت من ہمان سخن کہ شما

شما بر انصار حجت ساختہ این منصب را گرفتید بر شما حجت میگردانم راست بگوئید کہ حضرت رسالت پناہ جو افرشتہ گیست
عمر گفت ترا نگذاریم تا بیعت نکنی علی گفت اول سخن مرا جواب باصواب بگوئید بعد ازان از من بیعت جوئید
ابو عبیدہ گفت ای ابو الحسن تو بواسطہ سبقت اسلام و فضل مراتب قریبہ با سید انام سزاوار خلافت و حکومت
ہستی لاکن چون اصحاب بر ابوبکر اجماع و اتفاق نمودہ اند مناسب آنست کہ تو نیز قدم در دائرہ وفاق داری علی گفت
ای ابو عبیدہ تو امین این امتی بقول رسول مختار مقتضای امانت راستی است در گفتار و کردار و سو مبینی کہ حقتعالے
بخاندان نبوت کرامت کردہ در خاندان نباشد کہ بجای دیگر کنید مہبط قرآن و وحی و مورد امر نہی و منبع فضل و علم و معدن
عقل و حلم ماییم و بدین واسطہ این امور خلافت را شایستہ و امارت را سزاواریم بشیر بن سعد انصاری گفت ای ابو الحسن این
داعیہ کہ تو امروز ظاہر میکنی پیش ازین اگر معلوم مردم شدے ہر آئینہ با تو مضایقہ و منازعہ نمیکردند
و با تو بیعت می نمودند لاکن چون در خانہ نشستے و در اختلاط بر مردم بستی ایشان را این
گمان شد کہ از خلافت کنارہ میکنی و رفع ابای ازین امر از خود میکنے اکنون جماعت مسلمانان
کسی دیگر را قبول تو خود را طرز دیگر مے نمائی علی مرتضے ؑ فرمود ای بشیر روا میداری کہ من جسد
9 اطہر و قالب سید عالم صلی اللہ علیہ و آلہ را غسل ندادہ و تجہیز و تکفین او ننمودہ و از دفن او فراغت
حاصل نکردہ دم از طلب خلافت و حکومت زدمی و در پی منازعت و خصومت شدمی ابوبکر صدیق چون دید
کہ کلمات علی ؑ جملہ محکم و استوار و ہر یکی ازانہا مقابل صد کلمہ بلکہ صد ہزار کلمہ است از در رفق و مدارا در آمدہ
گفت ای ابو الحسن مرا گمان این بود کہ ترا با من مضایقہ نباشد اگر میدانستم کہ از بیعت من تخلف خواہی کرد ہرگز اینرا
قبول نمیکردم اکنون کہ مردم با من اتفاق نمودند اگر تو نیز با ایشان اتفاق نمودی ظن مرا مطابق واقع ساختہ
باشی و اگر حالا توقف کنی و خواہی کہ در این امر تامل و تفکر نمائی بر تو ہیچ جبری نیست علے علیہ السلام از مجلس
برخاست و متوجہ خانہ خویش گشت انتہی اور واضح ہو کہ ابن قتیبہ نے کتاب امامت و سیاست
مین ماجرای سقیفہ کو بتمام عیب پوشی لکھنا چاہا ہی لاکن بمفوای الحق یعلو و لا یعلی خداوند کریم نے
اسکی زبان پر حق جاری کر دیا ہی چنانچہ اوسنے بعد بیان ماجرای سقیفہ و بیان انکار سعد بن عبادہ و گروہ
بنی ہاشم و زبیر بن عوام و حباب بن منذر از بیعت خلیفہ اس قصہ کو جو صاحب روضۃ الاحباب مین منقول ہوا ہے
تحریر کیا ہی اگرچہ مضامین اوسکی زائد اسی ہین لاکن بخوف تطویل اوسکو ترک کیا بعد تحریر اس قصہ کی
ابن قتیبہ لکھتا ہی و ان ابا بکر اخبر بقوم تخلفوا عن بیعتہ عند علی فبعث الیہم عمر بن الخطاب

فجاء فناداهم في دار علي وأبوا ان يخرجوا فدعا عمر بالحطب وقال والذي نفس عمر بيده لتخرجن
او لاحرقنها عليكم على ما فيها فقيل له يا ابا حفص ان فيها فاطمة فقال وان فخرجوا فبايعوا
الا عليا انتهى خلاصہ معنی یہہ ہے کہ جب ابوبکر کو خبر پہونچی کہ کچھہ لوگ بیعت سے منحرف ہو کر گھر مین
جناب امیرؑ کی مجتمع ہوئے ہین تو اوسنے عمر کو بہیجا اور اوسنے آکر پکارا جب وہ نہ نکلے تو خلیفہ نے ہیزم
طلب کی اور بتمام دلسوزے قسم کہائی کہ اگر نہ نکلوگے تو مین گھر جلا دونگا لوگون نے کہا اس گھر
مین فاطمہؑ ہے مگر حضرت ابن خطاب نے اعتنا نہ کی مخفی نرہے کہ شاہ ولی اللہ پدر صاحب تحفہ نے بہے
قریب اس روایت کی کتاب ازالۃ الخفا مین نقل کی ہی اور خلاصہ اوسکا یہ ہی کہ خلیفہ نے قسم کہائی کہ اگر
لوگ اس گھر سے نہ نکلینگے تو مین اس گھر کو جلا دونگا اور صاحب تحفہ نے بہی بنجوای الولد سر لابیہ اس روایت کو تسلیم
کیا ہی لاکن تاویل یہ کی ہے کہ یہ کلام تاکید و تہدید کے واسطے اون لوگونکی جو خانہ علیؑ و فاطمہؑ کو مانند مکہ معظمہ کی
محل امن و امان جانکر براے امور خلافت مین شورہ اور فتنہ پردازی کرتی تہی **اقول** متاخرین اہلسنت نے
واسطے پردہ پوشی عیوب خلفای ثلثہ کی طعن احراق کا انکار کیا تہا جب صاحب تحفہ وغیرہ نے دیکہا
کہ یہ آگ روز بروز خرمن سوز اور مشتعل ہوتی جاتی ہے تو ان تکلفات بازدہ اور تاویلات رکیکہ سے اطفا ۱۰
اوسکا چاہا اور آتش جدال و قتال اور نائرہ مکر و احتیال کو گرم کیا و کلما اوقدوا نارا للحرب
اطفاها الله بالجملہ برودت اس تاویل کے اوس شخص پر روشن ہے کہ جسکو ادنی حرارت دین کی ہو و
اسواسطے کہ اگر یہ تہدید قصداً اور حقیقتاً تہی تو بہی مطلوب شیعونکا ہی کہ خلیفہ نے قصد احراق بیت اہلبیت
کا کیا اور اگر محض لسانی تہے تو موکد بہ یمین اور قسم کرنا اوسکا کمال بیدینی ہے سبحان اللہ کیا حرارت دینی کی
کہ خلیفہ خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم جہوٹی باتون پر قسم کہاتا ہی حالانکہ حقتعالی قرآن مین فرماتا ہے
ولا تجعلوا الله عرضة لايمانكم و اعجباه اگر حقیقت مین تہدید اونہین لوگونکی منظور ہے جو شورہ پرداز
کرتے تہی نہ اذیت اہلبیت تو لازم تہا کہ اون لوگون کی گہر پر جاکی تہدید اور تنبیہ کرتے اور اونکو بنابر
زعم باطل کے سزا دیتی کیا خانہ اہلبیت علیہم السلام اسواسطے بنا ہوا تہا کہ ہر شخص اونکی عوض اوس
گہر مین احداث بدعت کرتا لعمری ما اقل حیاءہ عمر جو لوگ بنا بر مزعوم اہلسنت کی تارک سنت تہے اونہون
نے تو یہ تعظیم بیت نبوت کی کہ اوس گہر کو مانند مکہ معظمہ محل امن و امان جانا اور خلیفہ رسول جو کہ تابع سنت
تہا علی زعمہم یہ تعظیم اوس بیت معظم کی بجالائے کہ واسطے عقوبت غیر کی ارادہ احراق بیت نبوت کا کیا اور چاہا

چاہا کہ ہمو اتندہ جرم غیر خانہ نبوت کو جلادون تاکہ بنیاد فساد عالم سے اوٹھہ جاے ولنعم ما قیل

جو بلا ہوتی ہے گردونسے زمین پر نازل ٭ چرخ گہر آل محمد کا بتا دیتا ہے ٭ اب یہانسے بر دو بینداز بر ظاہر

ہوگا کہ صحابہ نے اہلبیت نبوت کی کسقدر مخالفت کی کہ وہ قطعا منجر طرف فسق یا کفر کی ہوتی ہے

اور واضح ہو کہ ابن قتیبہ نے یہ بہی لکہا ہے کہ جب بنا بر طلب ابوبکر جناب امیر علیہ السلام کو گہر سے نکالکر مجمع صحاب

و بنا مین لائے تو عمر نے حضرت سے کہا کہ اگر آپ بیعت نکرینگے تو ہم آپ کو قتل کر ڈالینگے حضرت نے کچہہ اعتنا

نکی اور ان سبکو جواب معقول دیا آخر کار ابوبکر نے کہا کہ جبتک فاطمہ زندہ ہین ہم آپسے کچہہ کہہ نہین سکتے

پس حضرت امیر علیہ السلام نے مانند حضرت ہارون وصی موسی کی فرمایا یابن ام ان القوم استضعفونی

وکادوا یقتلوننی اور یہہ کلام موید ہے روایت صحیح بخاری کا کہ جب جناب سیدہ علیہا السلام نے ابوبکر سے عوا

فدک کیا اور وہ کارگر نہوا تو وہ حضرت کمال آزردہ ہوئین ولم تکلم ابابکر حتی ماتت وعاشت بعد النبی

ستۃ اشہر فلما توفیت دفنہا زوجہا علی لیلا ولم یوذن بہا ابابکر وصلی علیہا وکان

لعلی وجہ حیوۃ فاطمۃ فلما توفیت استنکر علی وجوہ الناس فالتمس مصالحۃ ابی بکر

ومبایعتہ ولم یکن بایع تلک الاشہر اس روایت صحیحہ سے ظاہر ہوا کہ جناب سیدہ ابوبکر سے کمال

آزردہ ہوئین کہ اجازت حضوری جنازہ اور نماز کی بہی نہ دی اور جناب امیر کی رو داری تا حیات جناب سیدہ

باقی تہی بعد وفات سیدہ کے وہ بہی باقی نرہی اور صاحب روضۃ الاحباب نے بہی قریب اس روایت

کی لکہا ہے کہ زیادہ توضیح اوسکی بخاری سے ہوتی ہے گویند روز دیگر امیر المومنین ابوبکر صدیق و عمر فاروق

و سائر اشراف صحابہ با علی معاتبہ میکردند کہ چون ما را خبر نکردی تا شرف نماز بردی می یافتیم علی گفت کہ بنا بر

وصیت او چنین کردم انتہی اللہ اکبر ابوبکر سے جناب سیدہ اسقدر ناراض تہین کہ اجازت نماز بلکہ

حضوری جنازہ بہی اونکو حاصل نہوئی اب اتنی زیادہ کیا مخالفت اہلبیت کی ہوگی حق یہ ہے کہ مخالفت

اصحاب ثلثہ اور اتباع اونکی کے اہلبیت سے اسقدر رہی کہ سعی ولین اخرین اہلسنت سے تاویل اوسکی ہو سکی اور

اسی وجہ سے محدث دہلوی نے کہ جو بنام عبد الحق مشہور ہے شرح مشکوۃ مین لکہا ہے و مشکلترین قضایا

قضیہ فاطمہ زہرا است زیرا کہ اگر بگوییم کہ وی جاہل بود بانحدیث بعید است و اگر الزام کنیم کہ شاید اتفاق

نیفتاد اور اسماع انحدیث از انحضرت مشکلتر میشود کہ بعد سماع حدیث از ابوبکر و شہادت صحابہ این چرا

قبول نکرد و در غضب آمد و اگر غضب پیش از سماع حدیث بود چرا بر نگذشت از غضب تا آنکہ باستد او کشید و تا زندہ بود

مہاجرت کرد ابو بکر انتہی اور جو کچھہ کہ پیران اہلسنت نی گوشہ ہو بصحابہ و تابعین مین جنگ صفین و جمل مین قصور عملی
کی ہے وکر اوسکا سبب انتشار سامعین ہے بعضی حضرات حدیث یا علی حربک حربی سی چشم پوشی کرکے
آمادہ جنگ و پیکار بانفس رسول مختار ہوئی اور خلیفہ زادہ اہلسنت عبد اللہ بن عمر نی بفحوای الولد سر لابیہ و با
وجود سماع حدیث علی مع الحق والحق مع علی بیعت ید اللہی سے دست کشی کے اور طرفہ یہ ہی کہ باین بد
طولی ورفہم و فراست بکمال اشتیاق اور بخوف موت جاہلیت ثنت شب حجاج لعین کیطرف دست بیعت
دراز کیا اور قدم جادہ حقیا لہ سی باہر نکالا اور طلحہ و زبیر نے کہ عشرہ مبشرہ مین داخل تہی مادر نامہربان کو آمادہ
جنگ جدال کرکی بہت سی صحابہ کا طرفین سی خون اپنی گردن پر لیا اور باہم صحابہ مین اسقدر تنازع واقع ہے
کہ آخر خلیفہ ثالث کی قتل مین بہی صحابہ شریک تہی اور خلیفہ زادہ محمد بن ابی بکر سر گروہ قاتلان عثمان تہی اور
عایشہ صدیقہ نی بہی بتصریح ابن قتیبہ و دیگر علمای اہلسنت حکم قتل عثمان کا دیا اور انکو بخطاب نعثل کہ نام ایک
مرد یہودی طویل اللحیہ کا تہا یاد کیا اور فرمایا اقتلوا نعثلا فقد فجر لطیفہ یہ ہی کہ یہ قول مادر مہربان
کا دربارۂ عثمان قتیل الدار کہ بجای والد بزرگوار ام المومنین عالی وقار تہی خالی از مضحکہ بلکہ سوء ادب
نہین ہے سبحان اللہ بازی بازی بریش بابا ہم بازی مگر یہ کہین کہ عایشہ مادر مومنین تہین ہاکن یہ بہی مہر مادر ١٢
سی بعید ہی الغرض بنای دعوائے اتحاد و اتفاق صحابہ و تابعین با اہلبیت فاسد و خراب بلکہ دور از حق وصواب ہے
اور بفضلہ تعالی صاحب رسالہ بہی اپنی خطا پر متنبہ ہوا لاکن بعد ظہور حق کی واسطی پردہ پوشی عیوب صحابہ کے
مرتکب تاویل ہوا کہ وہ بہی فاسد بلکہ عذر بدتر از گناہ ہی چنانچہ حاشیہ مین اسمقام کی لکھتا ہی یعنے مخالفت ایسے
مسئلونکی کہ جسکی سبب سے باہم نوبت تکفیر کی پہونچی پس اختلاف فروع کا جسطرح ابو حنیفہ اور شافعی اور جیسے
ابن بابویہ اور نصیر الدین مین ہے معتبر نہین انتہی کلامہ **اقول** سچ ہے دروغگورا حافظہ نباشد
اہل ہوش پر ظاہر ہے کہ کلام صاحب رسالہ کا دعوی اتفاق و اتحاد مین مختلف اور متناقض ہے متن
رسالہ مین کلیۃ انکار اختلاف کا مقدمات دین بلکہ بیاہ شادی مین کیا ہے اور حاشیہ مین خود اختلاف فی الفروع
کو تسلیم کر لیا ہی کما یومی الیہ العبارۃ اور یہہ سراپا تناقض اور تہافت ہی علاوہ اسکی ناظرین کلام سابق اور
لاحق پر ظاہر ہوگا کہ مخالفت صحابہ با اہلبیت کرام خارج حمیت اسلام و شریعت خیر الانام سے تہی کہ
بفحوای لا یصلح العطار ما افسد الدہر ہرگز تاویل پذیر نہین اور یہہ جو صاحب رسالہ نی لکہا ہے
کہ اختلاف فروع کا جیسا کہ مجتہدین مین ہوتا ہی معتبر نہین پس ظاہر او جہ عدم اعتبار کی یہ ہی کہ اہلبیت اور صحابہ

مجتہد اور اختلاف اجتہادی موجب طعن اور مستلزم فسق نہیں پس اس حرف جہل اور کلام مختل کے شکایت بجز
خداوند عادل کے اور کسی کیجاوی سبحان اللہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ تو اپنی اہلبیت کو مانند سفینہ نوح
کی سبب نجات فرماوین اور مثل کتاب خدا کی اتباع اون حضرات کا واجب و لازم گردانین اور اونکو اپنے
امت مین امام اور خلیفہ کرین چنانچہ حدیث سفینہ اور حدیث ثقلین اس مطلب پر شاہدین عادلین ہین اور
اہلسنت اور صحابہ بغرض ضیاع انکی اقوال اہلبیت کو واجب العمل نہ سمجھین اور برخلاف اونکی اجتہاد کجائز جانین
اگر قول اونکا مثل قران کی واجب العمل اور معصوم از خطا و زلل نہین تو پہر پیغمبر خدانی کیون اہلبیت کو شریک قران
فرمایا اور کیون کہا کہ یہ دونون تا بروز قیامت جدا نہون گے اور تم ان دونون کی اطاعت کرو اور انسے
متمسک ہو اور اگر قول اونکا واجب العمل اور حق و صواب ہے تو پہر منکر اوس قول کا اور اجتہاد کنندہ مقابلہ
مین اونکی منکر حکم خدا و رسول ہو گا و من یعص اللہ و رسولہ فان لہ نار جہنم خالدین فیہا ابدا اور بحمد اللہ
جب باب اجتہاد در برابر اقوال اہلبیت مسدود ہوا تو اب تاویل اوس اختلاف کی بخطای اجتہادی بنای
فاسد علی الفاسد ہوگی حالانکہ اہل ہوش پر ظاہر ہے کہ اختلافات صحابہ از راہ ضغاین و کینہ ہای دیرینہ با اہلبیت
۱۳ سلطان مدینہ تہی نہ از راہ اجتہاد چونکہ یہ محل تطویل کا نہین لہذا اسی کلام مختصر پر اکتفا کی گئے و من لم یکفیہ الیسیر
لا یکفیہ الکثیر **قال صاحب الرسالۃ** بلکہ ہمیشہ ایک دوسرے کی تعریف کرتی رہے اور یہ بات
شیعہ و سنی کے کتابون سے ثابت ہی چنانچہ کتاب نہج البلاغہ مین کہ شیعونکی بہت معتبر کتاب ہی لکھا ہے کہ
حضرت امیر علیہ السلام نی ابوبکر و عمر کی حق مین فرمایا لعمری ان مکانہما من الاسلام لعظیم و ان المصاب
بہما لجرح فی الاسلام شدید رحمہما اللہ و جزاہما باحسن ما عملا ترجمہ قسم اپنی جان کی کہ منصب
ان دونونکا اسلام مین بڑا ہی اور واقعہ وفات ان دونونکا اسلام مین البتہ زخم سخت ہی اللہ تعالی رحم کری
اور جزای خیر دیوی بعوض بہترین کامونکی ان دونونکی کی انتہی کلامہ **اقول و باللہ نستعین**
استناد اس روایت کا ذکر طرف کتاب نہج البلاغہ کے خارج از نہج صدق و صواب ہی کتاب نہج البلاغہ کمیاب نہین
فارجع البصر ہل تری من فطور ثم ارجع البصر کرتین ینقلب الیک البصر خاسئا و ہو حسیر اور تحفہ
میں ہے کہ صاحب تحفہ نی بہی تصریح کی ہے کہ سید مرتضی رض اس روایت کو کتاب نہج البلاغہ مین نقل نہین کیا مصنف کہ
صاحب رسالہ کو اپنی پیر و مرشد شاہ جی کی کلام سی بہی خبر نہین حال مذہب اہلبیت سی کیا خبر ہو گی حق یہ ہے کہ صاحب رسالہ
ایسی نقل کاذب مین معذور ہے و لیس ہذہ اول قارورۃ کسرت فی الاسلام بلکہ شاہ عبد العزیز صاحب نی بہی

تحفہ مین ایسی جہوٹی خبرین بہت بیان فرمائی ہین پس صاحب رسالہ بہی بدولت اُسی قرابہ پردازی کی وزیر
شاہ صاحب اودہ از جملہ ارکین دولت ہی ولنعم ماقیل ع وزیری چنین شہریاری چنان ؏ اور صاحبان بصارت او
بصیرت پر مخفی نہین کہ سابقا آزردگی اہلبیت علیہم السلام کی خلفای ثلاثہ اور اعوان و انصار اونکی سے
مذکور ہوئی اور سردار اہلبیت نفس خیر المرسلین صلی اللہ علیہ و آلہ برای مومنین ہمیشہ کنایۃ و تصریحا شکایت
نامہربان حقوق خصوصا خلفای ثلاثہ کی بیان فرمایا کئی چنانچہ ابن قتیبہ وغیرہ نے لکھا ہے کہ حضرت
نی بخطاب امام حسن مجتبیٰ ع ارشاد فرمایا یا بنی ما زلت مظلوما مبغیا علی منذ ہلک جدک
یعنی اے فرزند مین ہمیشہ مظلوم اور ستمدیدہ رہا جس روز سی کہ تمہاری نانا نی وفات پائی
اور بہی ابن قتیبہ نے نامہ جناب ولایت مآب ع کو بسوی اہل عراق اپنی تاریخ مین لکہا ہے کہ بعض مضامین
اوسکی یہ ہین کہ جب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ و آلہ نے وفات پائی سلین نے امر خلافت مین تنازع کیا فواللہ
ما یلقی فی روعی ولا یخطر علی بالی ان العرب تعدل ہذا الامر عنی یعنی قسم بخدا کہ میرے
دلمین ہرگز اس امر کا خطرہ بہی نہوتا تہا کہ عرب خلافت کو مجہسی چہین لینگے پس مین نے دیکہا یعنی کہ لوگ
ابو بکر کے طرف راجع ہوئی مگر مینی اپنا ہاتہہ بیعت کیطرف سی کہینچا پہر جناب ولایت مآب ع اوسی نامے ۱۴
مین ارشاد فرماتی ہین وقد قال لہم انک یا ابن ابیطالب علی الامر لحریص قلت لہم انتم احرص
الی آخر الفقرات خلاصہ ان فقرات کا یہ ہے کہ کہنی والی نے مجہسے یہ کہا کہ تمکو طمع خلافت بہت ہی
مینی اوسے کہا بلکہ تم بہت حریص ہو خلافت مین آیا مین حریص ہون کہ اپنی ابن عم کے میراث اور
حق طلب کرتا ہون یا تم کہ میری اور میری حق کے بیچ مین حائل ہوی ہو اور تہین دیتی خداوندا مین
فریاد کرتا ہون اور داد چاہتا ہون تجہسے او پر قریش کے کہ اونہون نی میری رحم کو قطع کیا اور میرے
مرتبہ کو بزرگ پست کیا اور مجہسی نزاع کی اور میری اوس حق کو چہینا کہ جسکا مین لایق نہ تہا چونکہ نامہ شریف
طویل تہا بعض مضامین پر اقتصار کیا اور ملا سعد الدین تفتازانی نے بہی شرح مقاصد مین لکہا ہے
کہ ابو بکر نی ابو عبیدہ جراح کو جناب امیر ع کی پاس واسطی طلب بیعت کی بہیجا اور اسمین ایک رسالہ لطیفہ
بہی ہے کہ اوسی معلوم ہوتا ہی کہ علی مرتضیٰ نی بیعت سی انکار کیا اور عمر نے کچہہ غلظت آپسی تقریر مین
کی اور جب حضرت وہانسی اوٹہی تو فرمایا بادرا اللہ فیما ساء نی وسرکم اس قول مین جناب
خلافت مآب نی تصریح فرمائی تہی کہ تمہاری خلافت نی مجکو رنجیدہ کیا اور تمکو خوش کیا الغرض کلام

سی شارح مقاصد کی صاف ناراضی جناب امیر علیہ السلام کی ظاہر ہے اور قاضی میبذی شارح دیوان مرتضوی
نی فاتحہ سابعہ مین لکھا ہی شارح مقاصد گوید عبدالرحمن دست علی گرفت وگفت اتبایعنا علی
کتاب اللہ و سنۃ رسول اللہ ص و سیرۃ الشیخین علی گفت علی کتاب اللہ و سنۃ رسول اللہ ص
واجتہاد رائی پس دست عثمان گرفت وہمان سخن گفت عثمان قبول نمود وہمہ با او در اول محرم سنۃ اربع
وعشرین بیعت کردند انتہی بیعت کرنا عثمان کا اوپر سیرۃ شیخین کے اور انکار کرنا جناب امیر ع کا دلالت کرتا ہے
کہ سیرت شیخین سراپا باطل تھے اور حضرت لو نسی آزردہ اور ناراض تھے اور قریب اسی روایت کی
ابن قتیبہ نے بہی قصہ جنگ نہروان مین لکھا ہے کہ جناب امیر ع کی پاس ایک مرد قبیلہ خثعم سے آیا اور
اوسنی بیعت علی سیرۃ الشیخین چاہی حضرت نی بعد انکار کی فرمایا کہ سنت شیخین کو کتاب خدا اور
سنت رسول ص مین کیا دخل وہ دونو تو حاکم ظالم اور عاملین بالجور تھے آخر اوس خارجی نے بیعت نکی
اور جنگ نہروان مین داخل جہنم ہوا وہذہ عبارتہ جاء رجل من خثعم فقال علی بایع علی کتاب اللہ
وسنۃ رسولہ قال لا ولکن ابایعک علی کتاب اللہ وسنۃ نبیہ وسنۃ ابی بکر وعمر
فقال علی ع وما یدخل سنۃ ابی بکر وعمر مع کتاب اللہ وسنۃ نبیہ انما کانا عاملین ۱۵
بالجور حیث عملا فابی الخثعمی الا سنۃ ابی بکر وعمر وابی علی ان یبایعہ الا علی کتاب اللہ
وسنۃ نبیہ الی ان قال فقتل یوم النہروان انتہی بعض کلامہ اور خود صاحب تحفہ نی تسلیم
کیا ہی کہ حضرت امیر علیہ السلام نی ماجرای عثمان مین فرمایا قتلہ اللہ وانا معہ یعنی اوسکو خدا نی قتل کیا اور
مین بہی خدا کی ساتہہ ہون چنانچہ عنقریب ذکر اسکا آویگا اور صاحب روضۃ الاحباب نی لکھا ہی گویند چون
مہاجر وانصار واہل مدینہ گروہ گروہ شرف بیعت آنحضرت دریافتند امیر المومنین ع خطبہ در غایت بلاغت
وفصاحت انشا فرمود گویند اول خطبہ این بود الحمد للہ علی احسانہ لقد رجع الحق الی مکانہ انتہی
یہ کلام جناب مرتضوی کا عجب تعریض اور تشنیع پر مشتمل ہے اور صاف ظاہر ہے کہ خلافت خلفای سابقین
کی باطل تھی اور مرتبہ چہارم مین حق اپنی مرکز پر آیا اور اسیطرحکی تشنیعات اور شکایات حضرت امیر در حق
خلفای ثلثہ خطبہ شقشقیہ اور دیگر خطب مین وارد ہین بیان اونکا موجب تطویل ہے خود علمای اہلسنت
نی اونکا اقرار کیا ہی الغرض جب زبان حق بیان مولای مومنین باوجود ہجوم اصحاب شوری وسقیفہ و
ازدحام اعوان وانصار خلیفہ اظہار امر حق سے بند نہوئی تو پہر مدح وثنای شیخین کا جو ناشی صمیم قلب

اور خلوص اعتقاد سی ہو گیا امکان قطع نظر اسی اخر مدح بعض کفار اشرار کی کتاب خدا مین موجود ہے
چنانچہ بعض آیات مین وارد ہے ومن اهل الکتاب من ان تامنه بقنطار الآیه اور بعض آیات مین وارد
ہی منهم امة مقتصدة آلخ اور بعض آیات مین وارد ہی ولتجدن اقربهم مودة للذین امنوا
الذین قالوا انا نصاری ذلک بان منهم قسیسین ورهبانا وانهم لا یستکبرون پس اگر
مجرد مدح وثنا سبب فخر وافتخار وسرمایہ ایمان ممدوح ہوئے تو پھر معلوم نہین کہ عقلای اہلسنت ان
آیات کا کیا جواب فرماوینگی فما هو جوابهم فهو جوابنا اور عنقریب تفصیل اسکی ظاہر ہوگی
معہذا یہ عبارت جو صاحب رسالہ نی کتاب نہج البلاغہ سی نقل کی ہی ہرگز اوس کتاب مین مذکور نہین
جیسا مذکور ہوا ان یہ عبارت ابن ابی الحدید نی کہ تسنن اور اعتزال مین خارج از جادہ اعتدال بلکہ
مانند آہن گرم ہے شرح نہج البلاغہ مین نقل کی ہی اور ظاہر ہے کہ روایات کتب اہل سنت شیعون پر
حجت نہین ہو سکتی با این ہمہ لطیفہ یہ ہے کہ ابن ابی الحدید کی کلام سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ عبارت جناب
امیر علیہ السلام نی اوس نامہ مین تحریر فرمائی ہے کہ جو ابو مسلم خولانی کی ہاتھ طرف معاویہ کی بھیجا تھا اور
نامہ مین حضرت نی شکایات شیخین اور اکثر مہاجرین اور انصار کے تحریر فرمائی ہے چنانچہ حضرت فرماتی
ہین کہ یعنی خلافت خلفا مین البتہ کراہت کی اور اونہون نی انصار سی خلافت کو بسبب دعوای قرابت رسول
کی لیا تھا حالانکہ مین سب سی قریب تر ہون مین یہہ نہین کہتا کہ وہ لوگ میرا حق غصب کرنی سے باز رہے
بل عرفت ان حقی هو المأخوذ یعنی بلکہ مین جانتا ہون کہ میرا حق چھین لیا گیا پس اہل انصاف
بیان کرین کہ یہ عبارت جو ابن ابی الحدید سنی سے نقل کی ہی کسکی لئی مفید ہے پس صاحب رسالہ کو لازم
ہے کہ ہمین اس مضمون شکایت کا جواب دی پھر بنا بر وہم فاسد اپنی کی ہمسے طالب جواب ہوئی اور بحمداللہ
بعد فرض وتسلیم عبارت کا وہ جواب اسکا شیعہ پر آسان ہے چنانچہ معلوم ہوا اور عنقریب تفصیل اسکی
ظاہر ہوویگی بلکہ بعد غور وامعان اس عبارت کی معنی صحیح ہے ظاہر ہوتی ہین کہ ذکر اونکا سبب طول کلام ہے
چنانچہ جناب قدسی القاب سلطان العلماء والمتکلمین نی کتاب بوارق مین کہ جواب جلد امامت تحفہ ہے
وہ معنی صحیح تحریر فرماتی ہین ابقاه الله ناصرا لاهل البیت فعلیک بالرجوع
الیہ ان اشتہیت **قال صاحب الرسالہ** اور نور اللہ شوشتری وغیرہ
علمای امامیہ نے لکھا ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام ابوبکر اور عمر کی حق مین فرماتی تہی ہما امامان

عادلان تو سلطان کانا علی الحق وماتا علیہ فعلیہما رحمۃ اللہ یوم القیمۃ دونو امام عادل و منصف بھی
تھے دونو حق پر اور مری حق پر پس اون دونو پر رحمت خدا کی ہو روز قیامت کی **اقول و بہ نستعین**
یہ مقام تماشاگاہ مومنین اور شیعیان اہلبیت طاہرین ہے کہ اکثر علمای اہلسنت اور صاحب رسالہ
نے بتاسے اہل کتاب و اتباع غادرین و خائنین نقل حدیث مین خیانت کی ~~ہے اور بمضمون~~
**یحرفون الکلم عن مواضعہ** تمام حدیث معصوم ع کو جو طعن اور تشنیع اور رد و قدح شیخین پر
مشتمل ہے بخوف بدنامی و کشف معائب شیخین وا نہین کے بلکہ اون الفاظ کو منتخب کر لیا ہے کہ جو بنظر
سرسری موہم مدح شیخین کے ہین حالانکہ بالمناوہ الفاظ بھی سراپا طعن و تشنیع ہی جملوں اور شحون ہین چنانچہ
خود امام جعفر صادق علیہ السلام نے وسی حدیث مین اون الفاظ کی معانی بتفصیل و توضیح ارشاد فرمائے
ہین اور اہل انصاف اور تارکان اعتساف پر صاف ظاہر ہی کہ تمام حدیث سی کہ مفر مطلوب اہلسنت
ہی قطع نظر کرکے کچھ لفظونکو منتخب کر لینا ایسا ہی جیسے کوئی مست اور مجذوب **لا تقربوا الصلوۃ**
کو معتمد جانے اور از راہ مستی گناہ **و انتم سکاری** کو نمانی اور مشہور ہے کہ کلمہ توحید کا اول کفر
١٧ ہی اور آخر ایمان پس اگر یہی طریقہ استدلال اور مناظرہ کا مفتوح ہو تو دہریہ اور اصحاب آرا
باطلہ اور مذاہب فاسدہ کو بشارت تازہ حاصل ہوگی کہ جو فقرہ منافی مطلب ہو اوسکو ترک کرین
اور جو لفظ اوس فقرہ مین مفید مطلوب ہو اوسپر اعتماد کرین حالانکہ قباحت اس امر کی بدیہی ہے و نعم ما قال
اللہ المتعال **افتؤمنون ببعض الکتاب و تکفرون ببعض** الغرض چونکہ صاحب رسالہ نے نقل حدیث
اور استدلال مین تدلیس اور تلبیس کی لہذا لازم ہوا کہ اولا جواب باصواب ان فقرات کا مذکور ہو اور بعد
اوسکی اصل حدیث کہ معصوم سی مروی ہی بیان کیجاوے تاکہ ناظرین مومنین پر امر حق مشتبہ نہوے
مخفی نرہے کہ یہ الفاظ جو بخوف فتنہ و فساد معاندین اور واسطے دفع شر اعدای دین کے بجواب
بعض مخالفین امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمائی ہین مقام تقیہ اور توریہ مین اور توریہ و تعریض از
جملہ سنن انبیا و مرسلین ہی اور اکثر احادیث معتبرہ اور اخبار صحیحہ کتب اہلسنت اس امر پر دلالت کرتے
ہین چنانچہ حضرت ابراہیم خلیل الرحمن احادیث اہلسنت مین مشہور ہین کہ تعبیر اونکی بلفظ کذبات
ثلاثہ کیجاتی ہے حتی کہ تا روز قیامت شرمندگی اور ندامت اون کلمات کی صحیفہ قلب سے ابراہیم سی العیاذ
باللہ محو نہو سکے از انجملہ یہ ہے کہ حضرت نے اپنی زوجہ مطہرہ سارہ کو بخوف حاکم وقت خواہر فرمایا اور

کے امر مین ارشاد کیا فعلہ کبیرہم حالانکہ خود دست مبارک سے اون اصنام کو توڑا تھا اور
اکثر علمای اہلسنت نے اون کلمات کو توریہ اور تعریض پر محمول کیا ہی پس جبکہ خلیل الرحمن نے بخوف حاکم وقت
سارہ کو خواہر فرمایا اور بت شکنی کو طرف صنم کبیر کی منسوب کیا تو امام جعفر صادق کہ فرزند ابراہیم بلکہ تابع
ملت ابراہیم تھے توریہ اور تعریض مین کیا عجب حسینی قرشی برجہ اولی مجبور اور معذور ہونگے فلا ضیر فیہ
فان الولد سر لابیہ ولا یرغب عن ملۃ ابراہیم الا السفیہ اور عنقریب ظاہر ہوگا کہ
بشہادت قاضی بیضاوی حضرت موسی قوم فرعون مین تقیہ سے تھے اور ظاہر آیت قرآنی سے بھی یہی امر مفہوم
ہوتا ہے اور اکثر مومنین قوم فرعون مین کتمان ایمان فرماتی تھی اور ظاہر ہے کہ کتمان امر نہین ہوتا مگر اسطرح پر کہ
مخالفین سے موافقت باللسان ہو در مخالفت بالقلب والجنان والاخلاف مفروض لازم آتا ہی اور یہی
معنی تقیہ اور توریہ کی ہین پس جبکہ بدلیل مطلق معذور ہونا انبیا و مرسلین اور مومنین و صالحین کا ثابت
ہوا تو پھر طعن و تشنیع وہی خاتم المرسلین پر کیونکر عاید ہو سکتی ہے اور قطع نظر اسکی توریہ اور تعریض
تو وہ چیز ہی کہ جمہور علمای اہل خلاف بھی اوسکی جواز پر اتفاق کہتی ہین وقد صرح بہ کبیرہم فی تفسیر الکبیر
لا ینبئک مثل خبیر اور ازراہ عقل و نقل اسمین کوئی قباحت بھی نہین پائی جاتی چنانچہ احادیث
مشہورہ مین وارد ہی ان فی المعاریض لمندوحۃ عن الکذب یعنی تعریضات مین بہت بچاو ہے
کذب سے بلکہ اگر بنظر غور و فکر دیکھا جاوے تو ظاہر ہوتا ہی کہ یہ امر محاورہ فصحا و بلغا مین شایع اور دایع ہے
اور محسنات علم ادبی شمار کیا جاتا ہی چنانچہ مشہور ہے کہ الکنایۃ ابلغ من التصریح اور ظاہر ہی کہ توریہ
اور تعریض مین بھی کنایہ ہوتا ہی بلکہ واقفان فن فصاحت و بلاغت پر مخفی نہین کہ مدح شبیہ بذم
اور ذم شبیہ بمدح جملہ صنائع اور بدائع سے ہے پس طعن توریہ و تعریض پر خارج از دائرہ عقل
و نقل ہے فقائل علاوہ ان سب تقریرہم یہ کہتی ہین کہ بحمد اللہ یہ تاویل مختص بحضرات ائمہ معصومین
اور شیعیان اہلبیت طاہرین نہین بلکہ حضرات علمای اہلسنت بھی جبکہ بمقابلہ خصم مین حواس باختہ
اور سپر انداختہ ہوتی ہین تو اپنی احادیث کو محمول تقیہ اور توریہ پر کرتے ہین چنانچہ سابق مین
مذکور ہوا کہ جناب ولایت مآب نے عثمان کی حق مین فرمایا قتلہ اللہ و انا معہ یعنی خدا نے
اوسکو قتل کیا اور مین بھی خدا کی ساتھہ ہون صاحب تحفہ نے جب مقام گریز کا نہ دیکھا اور ابواب
تاویل کو مسدود پایا تو چار و ناچار بحمایت قتیل الدار کلام کرار غیر فرار کو محمول توریہ پر کیا پس جبکہ علمای

علمای اہل خلاف نے اپنی احادیث کو توریہ اور تقیہ پر محمول کیا تو پہر احادیث شیعہ پر کیون طاعن ہوتے
ہین ولنعم ما قیل ع تف بروی فلک بروی خود است ۔ اور عبارت ملا صاحب کی یہ ہی وعبارت
قتله الله وانا معه از قبیل توریه بود که بنابر ضرورت بعمل آورد وهذا کاخی در حق ساره
که از حضرت ابراهیم سرزد وان ضرورت خوف بلوا و فتنه و فساد از قاتلان عثمان بود در لشکر بلکه
خوف آن بود که قصد قتل حضرت امیر نمایند انتهی موضع الحاجة من کلامه اس کلام سے صاف ظاہر ہی
کہ جناب امیر نے بخوف قتل و فتنہ و فساد قاتلان عثمان سے توریہ کیا اور ظاہر ہی کہ توریہ اور تقیہ کے
معنی مین ایسا فرق نہین اور تحفہ یہ ہے کہ صاحب تحفہ اسی کتاب مین فرماتے ہین کہ جناب امیر نے
کبہی تقیہ نہین کیا اور خوف بہی نہین کیا اب صاحبان انصاف سے چشم انصاف ہی کہ حضرات اہلسنت
کو عجب مکر و حیلہ مین دستگاہ وسیع حاصل ہے کہ جب دیکہتے ہین کہ پردہ ناموس علمای مفروضین کو برو
عنکبوت سے بہی اوہن ہے دریدہ ہوتا ہی تو چار ناچار بحمایت ثلاثہ ارتکاب تاویل توریہ اور تقیہ کرتے
ہین اور کہتے ہین کہ علی مرتضی نے بخوف قتل اور فتنہ و فساد یہ کلمہ فرمایا اور جبکہ شیعہ اہلبیت
کسی حدیث کو محمول تقیہ پر کرتے ہین یا یہہ کہتے ہین کہ نفس رسول و دیگر ائمہ امجاد بخوف فتنہ و فساد
وکثرت دشمنان بدنہاد مغلوب تہے اور اظہار حق نکر سکتے تہے تو بانگ بی ہنگام اور ندای واعمراہ درمیان
خواص و عام بلند کرتے ہین کہ جناب امیر تو اشجع عرب تہے اور اونکو قوت ربانی اور طاقت ید اللہی
حاصل تہی کہ ایک ہاتہ سے دروازہ خیبر کو توڑا اور ہمیشہ صف ہیجا اور لشکر اعدا مین کار مردانہ اور جنگ دلیرانہ
کرتے تہے کیونکر ہو سکتا ہی کہ ابو بکر سے کہ مرد پیر اور بزدل تہا اور اوسکے انصار سے مغلوب ہو جاتے
اور بخوف قتل و فتنہ و فساد اظہار حق نکر سکتے حالانکہ خود علمای اہل خلاف کہ معترف شجاعت اور کمالات
شاہ خیبر گیر ہین تسلیم کرتے ہین کہ حضرت قاتلان عثمان سے خوف قتل رکہتے تہے اور اظہار حق نکر سکتے تہے
پہر با اینہمہ طعن کرنا شیعون پر خارج از جادہ اعتدال ہے اگر یہ طعن نفس الامر مین ہی تو چاہئے خود بہی اوس
باز رہتے وہو دونہ خرط القتاد قال اللہ اتامرون الناس بالبر وتنسون انفسکم اس بیان سے
معلوم ہوا کہ جو کچہہ صاحب رسالہ نے تقیہ پر اعتراضات موہوم وارد کئے ہین وہ سب صاحب تحفہ پر وارد
ہوتے ہین فما هو جوابه فهو جوابنا الغرض مقصود اصلی ہمارا اس مقام مین یہ ہی کہ حسب اعتراف
صاحب تحفہ یہ امر ثابت ہوا کہ جناب امیر نے بخوف قتل و فتنہ و فساد قاتلان عثمان و مکلمہ ارشاد فرمایا کہ

اگر حسبی طعن و تشنیع عثمان پر اظہر من الشمس ہے اور باینہمہ بنا بر مزعوم اہلسنت کوئی الزام عائد نہوا تو امام

جعفر صادق علیہ السلام کہ فرزند رشید اونکی ہیں کیونکر نہ معذور ہونگی حالانکہ باوجود ارتکاب تاویل و تسلیم جواز تورید

اگر کسیطرح مفہوم تقیہ سی خارج نہیں پھر بھی مطلوب شاہ جی صاحب کا حاصل نہیں ہوتا یعنی حمل حدیث مرضیونکا

تقیہ اور توریہ پر بی محل ہے بخلاف حدیث جعفری اسواسطی کہ قاتلان عثمان معدودے چند تھی اور حامیان عثمان

ہر کوچہ و برزن اور منزل و مسکن میں مانند مور و ملخ اور زاغ و زغن کثیر اور قوت و شوکت اونکی بدیہی ہے

پس اول تو یہ ہی امر بعید ہی کہ مولائی موؤمنین کہ بنا بر مزعوم اہلسنت معتقد فضائل عثمان تھی اپنی لشکرین قاتلان

عثمان کو پناہ دین و ناحق اونکی سبب سے دین خدا مین قتل و قتال کو منتشر کرین قطع نظر اسکی سے یہ بعید ہے

کہ بخوف قاتلان عثمان اظہار امر حق نکر سکین بلکہ وہ کلام ارشاد فرماوین کہ جو طعن و تشنیع عثمان پر مشتمل ہو

اور ظاہر ہی کہ وہ لوگ معدود چند تھی خوف و ترسانی وجود کثرت اعوان و انصار عثمان بے محل تہا بخلاف

امام جعفر صادق کہ حضرت اوس زمانہ مین موجود تھی کہ شیعہ بہ نسبت مخالفین کے اقل قلیل تھے اور امرا و سلاطین

اور عوام و خواص اور جاہل و عالم سبکے سب معتقد فضائل و کمالات شیخین تھے اور صورت و سیرت مین

سیرت شیخین کے تابع تھی و دست ظلم و جور اونکا شیعیان اہلبیت پر کشادہ تہا پس اگر امام جعفر صادق

اعدا و معاندین ایسا کلام ارشاد فرماوین کہ جو ظاہر اسوہم مدح اور بالطبع ماوراث قدح شیخین ہو تو بعید نہیں پس

اہل انصاف پر ظاہر ہو کہ یہہ الفاظ جو حدیث جعفری مین وارد ہین محمول او پر تعریض کے ہین اور ہرگز مفید

مدح شیخین نہین مین سیچ ہی اطراف و جوانب کلام کو سمجھنا کار ہر عامی و جاہل کا نہین بلکہ اسکی سمجھنے کو عقل سلیم

اور طبع مستقیم چاہئی اور اسی سبب سے احادیث شیعہ مین امام جعفر صادق سے مروی ہی لایکون المرء

فقیہا حتی یفہم معاریض کلامنا وان الکلمۃ من کلامنا لتنصرف الی سبعین وجہا لنا من

کل وجہ مخرج یعنی آدمی کبھی فقیہ نہیں ہوتا جبتک کہ ہماری تعریض کلام کو سمجھی اور ہماری کلام

مین ستر وجہین ہوتی ہین اور ہر وجہ سی ہماری کلام کو مناسبت ہے پس اگر صاحب سالہ ان کلمات

کو نہ سمجھی یا دیدہ و دانستہ تجاہل کری تو کچھہ اوسکی مکر و فریب سے بعید نہیں اب تمام حدیث معصوم

کو ذکر کرنا چاہئی واضح ہو کہ اصل حدیث یہ ہی کہ بعض مخالفین نے حضرت سی دربارہ شیخین سوال

کیا حضرت نی جواب مین ازراہ توریہ ارشاد فرمایا کہ ہما امامان الخ فلما انصرف الناس قال له رجل

من خاصتہ یا ابن رسول اللہ لقد تعجبت مما قلت فی حق ابی بکر و عمر فقال نعم ہما اماما اہل النار

...اور ثبت مین کوئی قباحت عاید نہیں ہوتے فتامل بعین الانصاف ۱۲ منہ

کما قال الله تعالی وجعلنا منهم ائمة یدعون الی النار واما العادلان فالعدول لهما عن الحق کقوله
تعالی والذین کفروا بربهم یعدلون واما القاسطان فقد قال الله تعالی واما القاسطون
فکانوا لجهنم حطبا والمراد من الحق الذی کانا مستولیین علیه هو امیر المومنین حیث
اذیا وغصبا حقه والمراد من موتهما علی الحق انهما ماتا علی عداوته من غیر ندامة عن ذلك
والمراد من رحمة الله رسول الله ص فانه کان رحمة للعالمین وسیکون خصما لهما ساخطا
علیهما منتقما عنهما یوم الدین انتهی خلاصه ان کلمات کا یه هے که جب مجلس مخالفین سے خالی هوئے
تو ایک شخص نے خواص اصحاب سی امام معصوم ع کی خدمت مین عرض کے که مین ان کلمات
سے جو آپ نے حق شیخین مین ارشاد فرمائے بهت متعجب هوا حضرت نے ارشاد فرمایا که مینے
ان دونو کو امام اسس سبب سی کها که وه امام اهل نار تهے چنانچه حقتعالی قران مین کافرونکو امام اهل نار
فرماتا هے وجعلنا منهم الایة یعنی کافرونکو همنے امام اهل نار کردانا هی اور عادل اسوجه سی کها
که اون دونون نے عدول کیا تها حق سے جیسا که خداوند عالم کافرونکو انهین معنونسی عادل فرماتا هی
۲۳ والذین کفروا بربهم یعدلون مترجم کهتا هی که کتب احادیث اهل سنت مین وارد هی که پیغمبر
برحق نے نوشیروان کو عادل فرمایا تهی که سعدی شیرازی نے اوسکو گلستان مین نظم کیا اور کها هے
ـــ درآوان عدلش بنام چنان + که سنید بدوران نوشیروان + پس جبکه مدح عدل نوشیروان کا ذکر
مفید نهین تو شیخین کو بهی مفید نهوگی اور یهه وجه بهی اونهین متشتت وجهونسی هے اور قاسط اسس وجه سے
کها که قاسط کی معنی ظالم کے هین چنانچه قران مین وارد هی واما القاسطون فکانوا لجهنم حطبا
یعنی ظالمین جهنم کے لکڑیان هین پهر امام معصوم فرماتی هین یه جو مینی کها کانا علی الحق تو اسسے
مراد یه هے که وه دونو غالب تهی حق پر اور حق مغلوب تها اور مراد اوس حق سی که جس پر غالب تهے
امیر المومنین ع هین که اونکو اذیت دی اور اونکی حقکو چهین لیا مترجم کهتا هی که اس جمله مین امام معصوم
فی جار ومجرور کو متعلق گردانا هی بلفظ مستولیین کو وه خبر خاص هے اور محذوف هے بقرینه مقام اور
مذهب جمهور نحاة کا مانند سیبویه وغیره کی یه هے که جب خبر خاص پر کوی قرینه دلالت کری تو محذوف
اوسکا جایز هے اور چونکه امام جعفر صادق علیه السلام باتفاق جمهور اهل اسلام افصح الفصحا اور از جمله
عرب عربا هین پس کلام اونحضرت کا بجای خود مستند هوگا خواه موافق نحاة کی هو خواه مخالف

کر جسمیں طعن و تشنیع عثمان پر اظہر من الشمس ہے اور باانہمہ بنا بر زعوم اہلسنت کوئی الزام عائد نہوا تو امام
جعفر صادق علیہ السلام کہ فرزند رشید اونکی ہیں کیونکر معذور رہونگی حالانکہ باوجود ارتکاب تاویل و تسلیم جواز توریہ
کو کسیطرح مفہوم تقیہ سی خارج نہیں پھر بھی مطلوب شاہ جی صاحب کا حاصل نہیں ہوتا یعنی حمل حدیث رضویہ کا
تقیہ اور توریہ پر نا محل ہے بخلاف حدیث جعفری کے اسواسطی کہ قاتلان عثمان معدودے چند تھی اور حامیان عثمان
ہر کوچہ و برزن اور منزل و مسکن میں مانند مور و ملخ اور زاغ و زغن کثیر اور قوت و شوکت اونکی بدیہی ہے
پس اول تو یہی بعید ہی کہ مولای مومنین کہ بنا بر زعوم اہلسنت معتقد فضائل عثمان تھی اپنی لشکرین قاتلان
عثمان کو پناہ دین اور اتحاد اونکی سبب سے وہن خدا مین قتل و قتال کو منتشر کرین یا قطع نظر اسکی سب بعید یہ ہے
کہ بخوف قاتلان عثمان اظہار حق نکر سکین بلکہ وہ کلام ارشاد فرمادین کہ جو طعن و تشنیع عثمان پر مشتمل ہو
اور ظاہر ہی کہ وہ لوگ معدود چند تھی خوف و ترس کی وجود کثرت اعوان انصار عثمان بے محل تھا بخلاف
امام جعفر صادق کہ حضرت کی زمانہ مین جو تھی شیعہ بہ نسبت مخالفین کے اقل قلیل تھے اور امرا و سلاطین
اور عوام و خواص اور جاہل و عالم سبکے سب معتقد فضائل و کمالات شیخین تھے اور صورت اور سیرت مین
سیر شیخین کے تابع تھی اور دست ظلم و جور اونکا شیعیان اہلبیت پر کشادہ تھا پس اگر امام جعفر صادق
و معاندین ایسا کلام ارشاد فرمادین کہ جو ظاہرا موہم مدح اور بالفعل مورث قدح شیخین ہو تو بعید نہیں پس اب
اہل انصاف پر ظاہر ہر کہ یہ الفاظ جو حدیث جعفری مین وارد ہین محمول دبر تعریض کے ہین اور ہرگز مفید
مدح شیخین نہین سیج ہی اطراف و جوانب کلام کو سمجھنا کار ہر عامی و جاہل کا نہین بلکہ اسکی سمجھنی کو عقل سلیم
اور طبع مستقیم چاہئی اور اسی سبب سے احادیث شیعہ مین امام جعفر صادق سے مروی ہی لا یکون المرء
فقیہا حتی یفہم معاریض کلامنا وان الکلمۃ من کلامنا لتنصرف الی سبعین وجھا لنا من
کلہا المخرج یعنی آدمی کبھی فقیہ نہیں ہوتا جبتک کہ ہماری تعریض کلام کو سمجھی اور ہماری کلام
مین ستر ستر وجہیں ہوتی ہین اور ہر وجہ سے ہماری کلام کو مناسبت ہے پس اگر صاحب رسالہ ان کلمات
کو نہ سمجھی دیدہ و دانستہ تجاہل کری تو کچھ اوسکی مکر و فریب سے بعید نہیں اب تمام حدیث معصوم
کو ذکر کرنا چاہئی واضح ہو کہ اصل حدیث یہ ہی کہ بعض مخالفین نے حضرت سی دربارہ شیخین سوال
کیا حضرت نے جواب مین ازراہ توریہ ارشاد فرمایا کہ ہما امامان الخ فلما انصرف الناس قال لہ رجل
من خاصتہ یا ابن رسول اللہ لقد تعجبت مما قلت فی حق ابی بکر و عمر فقال نعم ہما اماما اہل النار

والمعینین بلکہ ذو المعانی ہو کر اسوقت مین کوئی جماعت عاید نہین ہوتی قائل بین الانصاف ۱۲ منہ

کما قال اللہ تعالی وجعلنا منہم ائمۃ یدعون الی النار واما العادلان فلعدولہما عن الحق کقولہ
تعالی والذین کفروا بربہم یعدلون واما القاسطان فقد قال اللہ تعالی واما القاسطون
فکانوا لجہنم حطبا والمراد من الحق الذی کانا مستولیین علیہ ہو امیر المومنین حیث
اذیاہ وغصبا حقہ والمراد من موتہما علی الحق انہما ماتا علی عداوتہ من غیر ندامۃ عن ذلک
والمراد من رحمۃ اللہ رسول اللہ ص فانہ کان رحمۃ للعالمین وسیکون خصما لہما ساخطا
علیہما منتقما عنہما یوم الدین انتہی خلاصہ ان کلمات کا یہ ہے کہ جب مجلس مخالفین سے خالی ہوئی
تو ایک شخص نے خواص اصحاب سے امام معصوم ع کی خدمت مین عرض کی کہ مین ان کلمات
سے جو آپ نے حق شیخین مین ارشاد فرمائے بہت متعجب ہوا حضرت نے ارشاد فرمایا کہ مینے
ان دونو کو امام اس سبب سے کہا کہ وہ امام اہل نار تھے چنانچہ حقتعالی قران مین کافرونکو امام اہل نار
فرماتا ہے وجعلنا منہم الایۃ یعنی کافرونکو ہمنے امام اہل نار گرداناہی اور عادل اسوجہ سے کہا
۲۳ کہ اون دونون نے عدول کیا تہا حق سے جیسا کہ خداوند عالم کافرونکو انہین معنونسے عادل فرماتاہی
والذین کفروا بربہم یعدلون مترجم کہتاہی کہ کتب احادیث اہل سنت مین واردہی کہ پیغمبر
برحق نے نوشیروان کو عادل فرمایا تہی کہ سعدی شیرازی نے اوسکو گلستان مین نظم کیا اور کہا ہے
ص درآوان عدلش بنام جہان + کہ ستید بدوران نوشیروان + پس جبکہ مدح عدل نوشیروان کا ذکر
مفید نہین تو شیخین کو بہی مفید نہوگی اور یہہ وجہ بہی اونہین تشتر وجہونسے ہے اور قاسط اسوجہ سے
کہا کہ قاسط کی معنی ظالم کے ہین چنانچہ قران مین واردہی واما القاسطون فکانوا لجہنم حطبا
یعنی ظالمین جہنم کے لکڑیان ہین پہر امام معصوم فرماتی ہین یہ جو مینے کہا کانا علی الحق تو اسسے
مراد یہ ہے کہ وہ دونو غالب تہی حق پر اور حق مغلوب تہا اور مراد اوس حق سے کہ جسپر غالب تہے
امیر المومنین ع ہین کہ اونکو اذیت دی اور اونکی حقکو چہین لیا مترجم کہتاہی کہ اس جملہ مین امام معصوم
فی جار و مجرور کو متعلق گرداناہی بلفظ مستولیین کو وہ خبر خاص ہے اور محذوف ہے بقرینہ مقام اور
مذہب جمہور نحاۃ کا مانند سیبویہ وغیرہ کی یہ ہے کہ جب خبر خاص پر کوی قرینہ دلالت کرے تو حذف
اوسکا جایز ہے اور چونکہ امام جعفر صادق علیہ السلام باتفاق جمہور اہل اسلام افصح الفصحا اور از جملہ
عرب عربا ہین پس کلام اونحضرت کا بجای خود مستند ہوگا خواہ موافق نحاۃ کی ہو خواہ مخالف

ہ جاتی اگر بسبب پائی جانی قرینہ کی کلام آنحضرت کا مطابق جمہور نحاۃ کی ہی ہے پس اب جای اعتراض
بھی باقی نرہے اور وہ قرینہ یہ ہے کہ علی کے معنی کلام مین استعلا کی ہین اور استعلا اونکی محاورہ مین بمعنی غلبہ
و استیلا بھی آیا ہی چنانچہ ملاحظہ کتب لغت سی معلوم ہوتا ہی کہ عرب کہتی ہین علوت الرجل ای غلبتہ
پس معنی کانا علی الحق کے یہ ہونگی کہ کانا غالبین علی الحق و الحق مغلوبا عنہما اور یہ جو معصوم نی فرمایا ہے
کہ مراد حق سے امام بحق جناب امیرؑ ہین امر حق ہے اور کچھ بعید نہین اسواسطی کہ لفظ حق کا اطلاق خدا
و رسولؐ اور امام بلکہ موت اور قیامت اور قران اور کلمہ اور کلام پر ہوتا ہی کما لا یخفی پس اگر مراد
حق سی مولای برحق ہون خلاف حق لازم نہین آتا اور مخفی نرہے کہ اس مقام مین دو وجہین اور بھی ہین کہ
حمل کلام معصوم کا اون پر صحیح ہے **وجہ اول** یہ ہے کہ علی بمعنے استعلا ہووے پس معنی کانا علی الحق کے
یہ ہونگی کہ وہ دونو کہ عین باطل تھی حق پر فوقیت لیگئی اور اونہون نے حقکو پست کر دیا جیسا کہ معصوم
دعای صنمی قریش مین ارشاد فرماتی ہین پس بنا بر طریقہ جمع بین الحدیثین کی ارادہ اس معنے کا کلام معصوم
سی صحیح ہوگا اور یہ نوع استعلا مستلزم استیلا و بھی ہے پس اس وجہ سی بھی مقدر ہونا لفظ مستولیین کا
صحیح ہوگا کما فعلہ المعصوم فتامل **وجہ دوم** یہ ہی کہ کلام عرب مین علی کو مقام مخالفت
اور مضرت اور عداوت مین بھی اطلاق کرتی ہین چنانچہ شایع و ذایع ہی کہ ہیچ محاورہ عرب کی مقام
جواب یا اعتراض مین کہتی ہین ہذا لنا لا علینا یعنی یہ امر نافع ہے واسطی ہماری نہ مخالف اور
مضر ہماری اور مشہور ہی کہ جب اثنای راہ مین لشکر جناب سید الشہداؑ سی ملاقی ہوا تو حضرتؑ نے
حر سی فرمایا اعلینا ام لنا یعنی تو ہماری کمک کو آیا ہی یا ہماری عداوت پر کمر باندہے ہی و ایضا
قال اللہ تعالی لا یکلف اللہ نفسا الا وسعہا لہا ما کسبت و علیہا ما اکتسبت
قال صاحب الکشاف ینفعہا ما کسبت من الخیر و یضرہا ما اکتسبت من الشر
پس بنا بر اس وجہ کی معنی کانا علی الحق کی یہ ہونگی کہ وہ دونو مخالف حق کی اور دشمن حق تھی اور یہی
معنی قول آیندہ مین بھی معصوم نی فرمائی ہین پس ارادہ اس معنی کا کلام امام سی اس مقام مین بھی صحیح ہوئیگا
فافہم پہر معصوم علیہ السلام ارشاد فرماتی ہین کہ یہ جو مینی کہا ما علی الحق مراد اوس سی یہ ہی کہ عداوت
حق پر مرے یعنی جناب امیرؑ کی عداوت تادم مرگ اونکی دلو نمین رہے اور تادم مرگ نادم نہوئے
اسمقام مین علی کو بمعنی عداوت معصوم نی اطلاق فرمایا ہی جیسا کہ ہمنی وجہ ثانی مین بیان کیا پہر معصوم

معصوم فرماتی ہین، پہ جو بنی لہا فعلیہما رحمة الله یوم القیمة پس مراد رحمة الله سی رسول خدا ۲
ہین کہ وہ، اون دونو کی دشمن ہونگی بروز قیامت اور انپر غضبناک ہونگی اور اونسی روز قیامت
کو انتقام لیوینگی مترجم کہتا ہی کہ اسمقام مین بھی علی کو معصوم نی مقام عداوت مین ارشاد فرمایا ہے
اور رحمت خدا ہونا حضرت رسالتمآب کا مقام شک و ارتیاب نہین حقتعالی خود فرماتا ہی وما ارسلناک
الا رحمة للعالمین بہر صورت اہل انصاف پر معانی ان الفاظ کی ظاہر و باہر ہوئے کہ ہرگز
یہ الفاظ مقام مدح شیخین مین وارد نہین ہین بلکہ سراپا یہ حدیث رد و قدح شیخین پر دلالت کرتی
ہے پس نازیبا اور غمزہ ناروا صاحب رسالہ اور اہل نحلہ اوسکی کا ان الفاظ پر بدون ملاحظہ تمام
حدیث امر عجیب و غریب ہے صاحب رسالہ کو لازم ہی کہ سر شرم گریبان تامل مین ڈالی اسواسطے
کہ صاف ظاہر ہی کہ امام معصوم نی واسطی دفع شر منافقین اور بخوف ظالمین و غاصبین براہ توریہ
ان الفاظ کو فرمایا ہی کہ مشہور ہے ه دہن سگ بلقمہ دوختہ بہ ÷ اور جبکہ توریہ کہ از راہ مصداق
تقیہ سے متحد ہے اور کسیطرح مفہوم تقیہ سی خارج نہین اہلسنت کی نزدیک جائز ہے بلکہ احادیث
اونکی محمول اوسپر ہین تو پہر طعن شیعون پر عاید نہین ہوتے بلکہ ظاہر ہوا کہ حضرات اہلسنت نے اس ۲۳
تاویل کو بے محل صرف کیا ہی اور ناحق خون انصاف اپنی گردن پر لیا ہی اور اسمقام سی تابع حق پر حال
جواز تقیہ کا ظاہر ہے پس جملہ اقوال آیندہ صاحب رسالہ کی باطل ہو جائیگی لاکن ہم بالتفصیل بقدر
ضرورت جواب ہذیانات صاحب رسالہ کا اقوال آیندہ مین لکھینگے اور ظاہر کرینگے کہ جملہ اقوال اوسکے
مہمل اور مختل ہین واللہ یہدی من یشاء الی سواء السبیل و ہو حسبی و نعم الوکیل

**قال صاحب الرسالہ** اور اسطرح کی روایتین ائمہ سی فریقین کے کتابون مین بہت ہین
مگر یہان یہ دو روایتین واسطی اختصار کی لکھین گئین حاصل اسکا یہ ہے کہ جب اصول و عقیدہ اہلبیت اور اصحاب
کی یکسان ٹہری تو ثابت ہوا کہ مذہب اہلسنت کا حق ہی اسواسطی کہ بیشک اہلسنت اوسی مذہب پر ان
جمیع صحابہ اور اہلبیت ہے **اقول و بہ نستعین** جواب شافی ان دونون روایتون کا جو
صاحب رسالہ نی عمدہ ادلہ جانکر منتخب کین ہین اور بفخر و افتخار لکھین ہین معلوم ہوا کہ ہرگز مفید مطلوب
مستدل اور مضر خصم نہین بلکہ وبال و نکال گردن مستدل پر باقی ہے اور اگر صاحب رسالہ کو ہوادار
شیوخ نارین اثبات فضائل شیخین کی ہوس باقی ہے تو لازم ہی کہ اپنی توہمات کو عرصہ گاہ

شبہو مین لائی اور اپنی لکہی کے بڑی ازائی سے ہمین چوگان ہمین میدان ہمین کوئی عا اور
یہہ جو صاحب رسالہ نی بیہودہ سرائی کی ہے کہ حاصل اسکا یہہ ہے کہ جب اصول اور عقیدہ اہلبیت ۴ اور
اصحاب کی یکسان ٹہرے الخ کلام بیحاصل اور دعوای لاطائل ہے ناظرین اقوال سابقہ پر ظاہر ہے
کہ اصحاب کی مخالفت اہلبیت علیہم السلام سی ایسے نہین کہ پوشیدہ ہو سکی اور یہ جو صاحب رسالہ نے
کہا ہی کہ بیشک اہلسنت اوسی مذہب پر ہین جسپر صحابہ اور اہلبیت تہی نا زیبا اور دعوی بے سروپا
کجا مذہب اہلسنت کہ سراپا ظلم و بدعت ہی اور کجا مذہب اہلبیت و عترت کہ عین ایمان ہی ان دونو مذہبون
مین فرق آسمان و زمین کا ہی بلکہ اہلبیت نبوت ۴ کو نزدیک اہلسنت کے تہی قدر و منزلت کہان کہ وہ قابل
اور لائق اتباع ہون فضل بن روزبہان شافعی نے کہ فضلای مذہب فضول سی ہے تصریح کی ہے
کہ اہلبیت نبوت کی اقوال کا اتباع ضرور نہین اور اقتدا اونسی واجب نہین اور اونکی اجماع کا اعتبار
نہین اور مثل اس کلام کی فاضل متعصب مولوی عبد العلی نے بہی شرح مسلم الاصول مین لکہا ہے
اور عنقریب انشاء اللہ ظاہر ہوگا کہ بنای مذہب اہلسنت اقوال صحابہ و تابعین بلکہ اقوال عمر پر ہے
اونکو اہلبیت سی کیا علاقہ اکثر مسائل مین دیدہ و دانستہ مخالفت اہلبیت کرتے ہین اور پہر خجل اور
شرمندہ نہین ہوتی چنانچہ صاحب جامع الاصول نے تصریح کی ہے واھل البیت یزعمون ان ابا
طالب مات مسلما یعنی اہلبیت کا زعم یہہ ہے کہ ابو طالب نی حال اسلام مین وفات پائی باوجود معلوم
ہونی مذہب اہلبیت کی پہر علمای اہلسنت نی تصریح بکفر ابو طالب کی ہی یہانتک کہ صاحب تفسیر مدارک وغیرہ
نی حضرت عبد المطلب کو ناجی جانا ہی لانہم علی زعمہم الفاسد مبتلا ببلای کفر تہی اور حضرت ابو طالب
کو ناجی نہین جانتی نعوذ باللہ منہ اور اکثر علمای اہلسنت ہی کہ صاحب تحفہ نی تصریح کی ہے کہ مذہب
علی بن ابیطالب یہی ہی کہ بیع امہات اولاد کی جایز ہے اور پہر باانہمہ رد اعلی علی علیہ السلام بیع امہات
اولاد کو جایز نہین جانتی اور یہی حال ہے جملہ فضلای اہلسنت کا کہ اقوال عترت و اہلبیت اطہار کی
کچہہ منزلت نہین جانتی اور نہین مانتی حتی کہ فاضل آملی نی کہ فضلای ذی کمال فرقہ اہلسنت سے ہی اور
اوسکی جلالت رتبت اور عظمت شان پر شرح کلیات قانون اور کتاب نفائس الفنون دو شاہد
عادل ہین کتاب نفائس الفنون مین درباب بیان علم فقہ مذاہب اربعہ اہلسنت کو نقل کیا ہے
اور مذہب امام جعفر صادق ۴ کو ان سب سے علیحدہ بیان کیا ہی اور پہر بنا بر اپنی رای ناقص کے واسطی

واسطی عمل کے طریقہ احتیاط کا بیان کیا ہے اب خیال کرنا چاہیے کہ جب مذہب اہلسنت اسقدر مخالف مذہب
اہلبیت ہی کہ خود فضلا اونکی اعتراف کرتے ہین تو پھر دعوای صاحب رسالہ باتحاد مذہب اہلسنت
با مذہب اہلبیت ع کیونکر صحیح ہوسکتا ہی سبحان اللہ پیر و مرشد صاحب رسالہ یعنی مولف تحفہ
سمرقندی انکار کیا ہے کہ لفظ مذہب کی نسبت طرف ائمہ ع کرنا چاہی اور صاحب رسالہ اسناد اس
لفظ کا بخلاف حکم اسناد طرف اہلبیت کی کرتا ہی بالجملہ لطیفہ یہ ہے کہ مولف تو اس جوش و
خروش میں ہے اور اوسکی علمائی بیخوف و خداترس روز جزا اہلبیت ع رسالت سی کیا کیا بی ادبی اور
گستاخیان کین ہین کہ قلوب مومنین اوسکی سننے سے متالم ہوتی ہین تکاد السموات یتفطرن منہ و
تنشق الارض و تخر الجبال ہدا چنانچہ فاضل ابن حجر نی کہ محبت خلفای ثلثہ میں سنگلاخ ہی شرح قصیدہ
ہمزیہ میں اپنی بعض اکابر سی بعد ذکر یزید اس طرح کا کلمہ نقل کیا ہی ما قتل الحسین الا بسیف جدہ ص
اور اوسکی توضیح مین کہا ہی ای لانہ الخلیفۃ والحسین باغ علیہ یعنی یزید خلیفہ تھا اور حسین نے
اوسپر بغاوت کی ہے اللہ اکبر اکابر اہلسنت کا یہ حال ہے ابن حجر تو یون نقل کرتا ہی اور غزالی بیان
کرنا مصائب سید الشہدا ع کا حرام جانتا ہی اور ابن حجر متاخر نی صواعق مین ازراہ سنگدلی اوس امام ۵
غریب کے حال پر رونیکو منع کیا ہی کہ جسپر پتھر بھی رو دیے اور غوث جیلانی پیر دستگیر اہلسنت کتاب غنیہ
مین عجب تعصب کیا ہی کہ روز عاشورہ کو روز عید اور فرح و سرور لکھا ہی اور گریہ و زاری اور نوحہ
و بیقراری سے منع فرمایا ہی اور عنوان فصل مین یون لکھا ہے و یذکر من فضائل یوم
عاشوراء ان الحسین ع بن علی ع قتل فیہ انتہی کلامہ یعنی عاشورا کی فضائل سے
ایک یہ ہی کہ حسین بن علی ع اس روز مین قتل ہوئی وا غوثاہ اس کلام غوث کا استغاثہ بجز بارگاہ
حق پناہ غیاث المستغیثین کے اور کہان کیا جاوی اللہ اللہ کیا حمیت اسلام ہی کہ روز شہادت فرزند
رسول ص کو روز عید اور فرح و سرور کہتا ہی اور گریہ و زاری سی منع کرتا ہی اور قتل حسین بن علی ع کو
فضائل عاشورا سی لکھتا ہی حالانکہ اوسی فصل مین بیان کیا ہی کہ بروز شہادت اوس جناب کی ستر ہزار فرشتے
نازل ہوئی کہ تا روز قیام قیامت اوس جناب پر روئینگی خدائی تو فرشتون کو واسطے رونے
کی امام غریب کی روضہ پر معین فرمایا اور یہ دشمن خدا بندگان خدا کو رونی سی منع کرتا ہے حق
یہ ہے کہ یہ مقابلہ ساتھ خدا کی جنگ نمرود سی کم نہین بیشک خدا نی کسی پشہ ضعیف کو مسلط

اگر دیا کہ اوسنی اوسکے دماغ کو مختل کیا ان اللہ لا یستحی ان یضرب مثلا ما بعوضۃ فما فوقہا
۵ دادِ بیداد دیدہ انصاف گر بینا بدی + سبط پیغمبر چرا در کربلا تنہا بدی + و عجبا حکیم ترمذی
کہ علمای اہلسنت سی ہی کتاب نوادر الاصول مین علی ما نقل عنہ روایت کرتا ہی عن عمران بن حصین
قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول اللہم لا تجعل الخلافۃ
فی ولد علی یعنی خداوندا خلافت کو اولاد علی مین معین نکرنا اب لازم ہے کہ اولاد رسول سی
کسیکو اہلسنت خلیفہ نکہین وحسرتاہ شاہ ولی اللہ پدر صاحب تحفہ نی ہے کتاب ازالۃ الخفا مین ایسا ہی
حکیم ترمذی ایسا ہی کلام نقل کیا ہی کہ قلم کو اوسکی تحریر کی تاب نہین خلاصہ اوسکا یہ ہے کہ حکمت الٰہی
مین یون گذرا تہا کہ علی مرتضیٰ اور اونکی اولاد تا بقیامت کبھی منصور نہون اور جو اونمین سے
دعوای امامت کرے وہ مقتول بلکہ مخذول ہووی یہ ترجمہ ہی بعض فقرات منحوسہ کا بعینہا نعوذ
باللہ من شر الشیطان اور انہین شاہ جی نے رسالہ تفضیل شیخین مین ہے خوب داد تعصب دی
ہی کہ باوجود حدیث انا مدینۃ العلم و علی بابہا کہ باعتراف اکثر ثقات محدثین اہلسنت صحیح و معتبر
ہی تصریح کی ہے کہ جناب امیر علم کچہہ فضیلت ابوبکر و عمر پر نہین اور انکار علم قران کا کیا ہے اور ۲
یہ دعوی کیا ہے کہ بنا مذہب اہلسنت کی اقوال عمر پر ہے اور جناب امیر ع سی اسقدر حدیثین کتب
اہلسنت مین مروی نہین کہ جو بکثرت مین داخل ہون بلکہ جناب امیر شیخین سے علم حدیث مین استعانت
کرتی تہی اور رفتہ رفتہ جوش و خروش تعصب مین اور حرارت عناد سی ابوہریرہ کو اوس جناب پر فضیلت
دی ہے چنانچہ بعض عبارات اوسکی یہ ہین وبعد از قران و حدیث مدار اسلام بر فقہ است و امہات فقہ
مسائل اجماعیہ عمر فاروق است و اگر اکثر اہل اسلام بنظر اسلام نگاہ کنی حنفیان و مالکیان و شافعیان اند
اما مذہب مالک پس بنای آن بر موطا است و در موطا بجز چند اثر و چند حدیث کہ شمردہ شدہ اند
از مرتضیٰ منقول نیست و ہمچنین در مسند ابی حنیفہ و آثار امام محمد کہ بنای فقہ حنفیہ است از روایت مرتضیٰ
بجز چند حدیث مرفوع و چند اثر شمردہ زیادہ از انچہ در موطا است بقلیلی منقول نیست و ہمچنین
در مسند شافعی کہ مبنای مذہب شافعیہ است از روایت مرتضیٰ بجز چند حدیث مرفوع و چند اثر موقوف
کہ بنسبت مرویہ از دیگران در نہایت قلت است منقول نیست و کسیکہ از اصول و امہات این
مذاہب اطلاع دارد شک نکند در انکہ اصل این مذاہب مسائل اجماعیہ فاروق است و آن مانند

امر مشترک ہست در میان ہمہ آنہا انتہی بعض کلام بعد اوسکے ایک مقام میں لکھتا ہی بلکہ از عجائب است کہ
مثل ابو ہریرہ کہ صحبت او با نحضرت قلیل است و در فقہ بپایہای بسیار فروتر از مرتضی پنجہزار حدیث روایت
کردہ باشند و ثقات انرا از و یاد گرفتہ باشند و حضرت مرتضی با وجود صحبت دایمہ و کمال فقاہت و
تمام حفظ و انضمام استماع از صدیق و فاروق و بسیار را از حدیث مسموعات خویش و عدم مانع
از روایت کہ عبارت از قلت بقا است بعد انحضرت کہ در صدیق اکبر بود است اشتغال بامور امر
تمام عمر چنانچہ در فاروق بود است یا قلت اشتغال در مسائل فقہیہ چنانچہ در طلحہ و زبیر بود و مدت دراز
در مدینہ باشند و روایت نکنند و مردمان از وی حدیث یاد نگیرند باز در کوفہ چون روایت کنند حدیث
او تا بانصد نرسد و آن نیز مختل گردد و بشرط صحت نرسد الا قلیلی و لکن اللہ یفعل ما یرید
انتہی اس کلام میں جو کچھ تعصب شاہ صاحب نے کیا ہی اہل انصاف پر ظاہر ہے کہ کوئی درجہ فضیلت کا جناب
امیر کے لئے باقی نرہا اور ابو ہریرہ کو کس شد و مد سے جناب امیر پر فضیلت دی ہے کہ اہل انصاف پر
ظاہر ہے اب یہانسے یہ بھی ظاہر ہوا کہ بنای علم و فقہ و حدیث اقوال مرتضی پر نہین باقی اور اہلبیت
۲۷ وعترت کا کیا ذکر پس دعوای صاحب رسالہ از سر باطل و مضمحل ہو و یگا قائل اور امام فخر الدین رازی
نے جو کچھ حق اہلبیت مین فرمایا ہی بیانسے خارج ہے چنانچہ کتاب نہایت العقول مین فرماتے
ہین و العجب انہم یزعمون ان التقی و النقی و الحسن العسکری انہم کانوا
عالمین بجمیع المسائل الی اخر العبارۃ المشہورۃ یعنی تعجب ہی کہ شیعہ زعم
کرتے ہین کہ تقی اور نقی اور حسن عسکری عالم تھی جمیع مسائل کی الخ یہ زبان درازی رازی کی اہل انصاف
ملاحظہ فرماوین کہ کس حقارت سے نام اہلبیت کرام کا زبان پر جاری کیا ہی اور کسطرح انکار اونکی علم و فضیلت
سے کیا ہی اور سبب ایسی کلمات پوچ و بادر ہو کی مولوی روم اپنی مثنوی مین کہ بقول بعض اہلسنت قرآن
پہلوی ہے اسی رازی کی حقمین کہتی ہین ۵ گر باستدلال کار دین بدی + فخر رازی راز دار دین بدی
قال صاحب الرسالۃ مگر حضرات امامیہ ایمہ کے ایسے حدیثونکو خوف اور تقیہ پر محمول کرتی ہین اور
اس پردے مین اپنی مذہب کو بچاتی ہین اور کہتی ہین کہ جو حدیثین کہ تعریف خلفای ثلاثہ یا اور عقاید
وغیرہ مین کہ موافق مذہب اہلسنت کی امامیہ کی کتابون مین لکھی ہوئی ہین وہ سب حدیثین خوف اور
تقیہ سے ائمہ نے فرمائی ہین اور طریق ائمہ کا وہی تہا جو امامیہ مین اقول و بہ نستعین

از انجا کہ صاحب رسالہ اسمقام مین بہوای نفسانی و اتباع شیطانی ابطال حکم ربانی کا درپی ہوا ہی بنیع
مطمح نظر اوسکا یہ ہے کہ بطلان تقیہ بدلائل و براہین کرے کہ سب مصداق ہای جو بین ہین ثابت کری اور
اسیطرح اسکی اہل نحلہ نی بہی اس میدان مین جولانی اور اس امر مین تیز زبانی کے سعی او ر دیدہ و دانستہ اپنا
فاش برخاک ڈالی ہے حتی کہ بعضی اشخاص نے کہ مرجع خاص و عام ہین تعبیر اوسکی نفاق سے کی ہے لہذا
ضرور ہوا کہ قبل از شروع فی المقصود ہم بہی کچہہ دلائل تقیہ بروجہ اختصار کتاب خداوند غفار اور احادیث رسول
مختار اور علمای کبار اہلسنت سی بیان کرین تا کہ ناظرین منصفین پر ظاہر و باہر ہو کہ بیشک تقیہ از جملہ
احکام رب العالمین اور خاتم المرسلین ہے اور بعد ثبوت اوسکی کی آیات و احادیث سی کوی جای کلام باقی
نہین رہتی وما کان لمؤمن و لا مؤمنة اذا قضی اللہ و رسولہ امرا ان یکون لہم الخیرة من انفسہم ان
اگر حضرات اہلسنت دیدہ و دانستہ اس حکم سی تجاہل کرین اور اپنی جماعت کو مومنین اور مومنات سے
خارج گردانین یا درجہ توسط کا درمیان مرد و زن کی اپنی لئی ثابت کرین تو امر آخر ہی اور ہم بہی موافق
آیۂ کریمہ سلام علیکم لا نبتغی الجاہلین اونسی خطاب کرینگے پس واضح ہو کہ دلائل تقیہ کی بیشمار ہین
مگر بحذر از تطویل دلائل چند آیات و احادیث اور اقوال علمای اہلسنت سی باختصار لکہی جاتی ہین آیہ اولی
لا یتخذ المؤمنون الکافرین اولیاء من دون المؤمنین و من یفعل ذلک فلیس من اللہ فی شیء
الا ان تتقوا منہم تقیة یعنی نہ قرار دیوین مومنین کافرونکو دوست اپنا سوای مومنون کی اور جو شخص
ایسا کریگا پس وہ اطاعت خدا سی کسی درجہ مین نہین مگر یہہ کہ خوف کرو تم اونسی از روی تقیہ کی رازی اور قاضی
اور اکثر مفسرین نے تصریح کی ہے کہ یعقوب نے کہ از جملہ قراء سبعہ ہے لفظ تقاہ کو تقیہ پڑہا ہی اور یہی اکثر مفسرین
نی لکہا ہے کہ لفظ تقاة مصدر ہے بمعنی تقیہ و قد نقلہ الرازی عن الواحدی و صرح بہ غیر واحد منہم بالجملہ
دلالت اس آیت کی جواز تقیہ پر ظاہر ہے کہ محتاج بیان نہین قال البیضاوی فی تفسیرہ منع عن موالاتہم
ظاہرا او باطنا فی الاوقات کلہا الا وقت المخافة فان اظہار الموالاة ح جائز کما قال عیسی کن وسطا
وامش جانبا انتہی خلاصہ اوسکا یہ ہی کہ موالاة کفار کی ممنوع ہی مگر بروقت خوف کی اظہار موالاة کا جائز ہے جیسا کہ
حضرت عیسی نی فرمایا ہی اور فخر الدین رازی نی تفسیر کبیر مین بعد ذکر اس قول کے واعلم ان نظیر ہذہ الآیة
قولہ تعالی الا من اکرہ الآیة کہا ہی الحکم الرابع التقیة جائزة لصون النفس وہل تجوز لصون النفس
وہل تجوز لصون المال یحتمل ان یکون الحکم فیہا بالجواز لقولہ حرمة مال المسلم کحرمة دمہ

دمه ولقوله من قتل دون ماله فهو شهيد ولان الحاجة الى المال شديدة والماء ان بيع
بالغبن سقط فرض الوضوء وجاز الاقتصار على التيمم دفعا لذلك القدر من نقصان المال فكيف
لا يجوز ههنا والله اعلم خلاصه اس کلام کا یہ ہی کہ تقیہ واسطی حفظ نفس کے جایز ہی اور محتمل ہے کہ واسطی حفظ
مال کے بھی جائز ہو اسلئی کہ حدیث مین وارد ہی کہ حرمت مال مسلم کی مثل حرمت خون اوسکی کے ہی اور اسلئی
کہ وارد ہی کہ جو اپنی مال کے حفاظت مین قتل ہو وہ شہید ہی اور اسلئی کہ حاجت مال کی طرف بہت ہی کہ پانی
اگر بقیمت ملتا ہو تو وضو ساقط ہو جاتا ہی اور تیمم پر اکتفا جایز ہے تاکہ نقصان اسقدر مال مین نہو پس یہان
کیونکر نہ جائز ہوگا ثم قال الحکم الخامس قال مجاهد هذا الحکم کان ثابتا فی اول الاسلام لاجل
ضعف المسلمين فاما بعد قوة الاسلام فلا وروى عوف عن الحسن انه قال التقية جائزة
للمؤمنين الى يوم القيمة وهذا القول اولى لان دفع الضرر عن النفس واجب بقدر الامكان
انتهى یعنی مجاہد نی کہا ہی کہ یہ حکم تقیہ کا بسبب ضعف اسلام کی تہا اور بعد قوت اسلام کی نہین رہا اور حسن بصری نے
سی مروی ہے کہ تقیہ جایز ہے تا بروز قیامت اور یہ قول اولی ہے اسواسطی کہ دفع ضرر کا اپنی نفس سے
واجب ہی بقدر امکان اس کلام سی رازی کی ظاہر ہوا کہ تقیہ جایز ہی اور وجہ دلیل کہ رازی نی ذکر کیے ہی یہ
ہی آیہ کریمہ ولا تلقوا بایدیکم الی التهلکة کہ مستفاد اسکا یہی ہے ہی کہ القاء نفس ہلکہ مین بدون
حکم خدا منہی عنہ ہی اور آیہ کریمہ جو دلالت تقیہ پر کرتی ہے مطلق ہے لا تقیید فیها بوقت دون وقت
پس اجتہاد مجاہد کا اور تخصیص اوسکی ساتھ صدر اسلام کی اجتہاد و بیچ مقابل نص کے ہی اسواسطی کہ آیہ کریمہ
منصوص اور مطلق ہے اور مطلق کو فرد مقید پر بدون قرینہ دلالت نہین ہوتی علاوہ اسکی ضعف اسلام
باعتراف مجاہد علت تقیہ ہی پس لازم ہی کہ بحسب قاعدہ عقلیہ متی تحقق العلة تحقق المعلول جب ضعف
متحقق ہو تقیہ بھی ثابت ہے اور یہ عین مطلوب ہمارا ہی اور یہی امر احادیث کی تتبع سے بھی ظاہر
ہوتا ہی چنانچہ وقوع صلح حدیبیہ با کفار اور محو کرنا لفظ رسول اللہ کا صلحنامہ سے سپرد کرنا ابو جندل مومن
کا سہیل کافر کو باوجود یکہ وہ مرد مومن شداید کفار مین گرفتار تہا اور لشکر اسلام سی پناہ مانگتا تہا یہ سب
دلیلین ہماری مطلوب کی ہین کہ باوجود زمان قوت و شوکت اسلام یہ سب امور واقع ہوئی پس
ظاہر ہوا کہ جد و جہد مجاہد کا بطلان تقیہ مین سراسر باطل و مضمحل ہے غنیمت ہی کہ برخلاف قول
مجاہد حسن بصری نی تو بعد خرابی بصرہ جواز تقیہ کا اعتراف کیا ہی اگرچہ انکار تقیہ اوسکی فقدان بصیرت

سی بعید نہتہا اور صحیح بخاری مین بھی یہ قول حسن بصری سے باب اکراہ مین مذکور ہے الغرض جواز تقیہ
اس آیت سی و اعتراف انکی متقدمین کا بجواز تقیہ اس کلام سی ظاہر ہوا فتامل **آیہ ثانیہ** انما یفتری الکذب
الذین لا یؤمنون بایات اللہ و اولئک ہم الکاذبون من کفر بعد ایمانہ الا من اکرہ وقلبہ
مطمئن بالایمان خلاصہ معنی آیہ شریفہ یہ ہے کہ دروغ بندی نہین کرتی مگر وہ لوگ کہ جو ایمان آیات خدا کا
نہین رکہتی اور کافر مین بعد ایمان کے مگر وہ کہ جبر اکراہ و اجبار کیا گیا ہو اور دل اوسکا ایمان سے مطمئن ہو بیضاوی
نی اس آیت کی تفسیر مین درشان اوسکی اکثر مفسرین نی شان نزول مین لکھا ہی روی ان قریشا
اکرہوا عمارا و ابویہ یاسرا و سمیہ علی الارتداد فربطوا سمیہ بین بعیرین و وجئ بحربۃ
فی قبلہا و قالوا انک اسلمت من اجل الرجال فقتلت و قتلوا یاسرا وہما اول قتیلین فی
الاسلام و اعطاہم عمار بلسانہ ما ارادوا مکرہا فقیل یا رسول اللہ ان عمارا کفر فقال کلا ان
عمارا ملی ایمانا من قرنہ الی قدمہ و اختلط الایمان بلحمہ و دمہ فاتی عمار رسول اللہ وہو یبکی
فجعل رسول اللہ ص یمسح عینیہ فقال ما لک ان عادوا لک فعد لہم بما قلت وہو دلیل علی
جواز التکلم بالکفر عند الاکراہ انتہی خلاصہ اس روایت کا یہ ہی کہ کفار قریش نے عمار اور اونکی والدین پر
اجبار و اکراہ کیا اوپر ارتداد کی اسلام سی پس اونکی والدین کو قتل کیا اور حضرت عمار نی با اکراہ زبان سے کلمہ کفر جاری
پس جب خبر حضرت رسالت کو پہونچی کہ عمار کافر ہو گیا آپنے انکار فرمایا اور ارشاد کیا کہ عمار سر تا قدم ایمان سے
مملو ہین ایمان اونکی گوشت اور خون سی مختلط ہی جب حضرت عمار گریان خدمت مین حاضر ہوی حضرت نی
اونکی آنکہون سی آنسو پونچکر ارشاد فرمایا کہ اگر پہر تمسی ایسا کرین تو پہر تم بہی ایسا ہی کرنا جیسا اب کیا قاضی
بیضاوی کہتا ہی کہ یہ دلیل ہے اسبات پر کہ تکلم بکلمہ کفر وقت اکراہ مین جایز ہے مخفی نرہی کہ یہ حدیث اکثر
کتب معتبرہ اہلسنت مین مروی ہی بلکہ علمای اہلسنت نی با جبار و اکراہ مثل قاضی بیضا کی موافق مضمون
اس حدیث کی فتوی جواز تقیہ کا دیا ہی اور کلام جناب خیر الانام ان عادوا لک فعد لہم نص صریح اس مطلوب
مین ہے فیا اہل السنۃ والجماعۃ ان لم تؤمنوا بہذا الحدیث فبای حدیث بعد اللہ و ایاتہ
تؤمنون اور اسیطرح اکثر آیات قرانیہ و احادیث نبویہ دلالت اوپر جواز تقیہ کی کرتی ہین اور اونکی
ملاحظہ سی بہ بداہت معلوم ہوتا ہی کہ حضرات انبیا و مرسلین بروقت خوف دشمنان دین مبین سے تقیہ فرماتی
تہی چونکہ ذکر اون سبکا اس مقام مین موجب تطویل ہے لہذا اشارہ اجمالیہ پر اکتفا کی اور اقوال آیندہ مین

آیندہ مین جس جگہہ کہ صاحب رسالہ نی انکار تقیہ انبیا سی فرمایا ہی اوسمقام مین کچھہ بطور نمونہ بیان کیا جایگا
لاکن اسمقام مین بسبب ضرورت ماجرای صلح حدیبیہ پر کہ قاطع بنیان جنگ و جدال اہل خلاف ہی اکتفا کے
باقی ہے مخفی نرہے کہ ماجرای صلح حدیبیہ شاہد عادل جواز تقیہ پر ہے کہ جناب ختمی مآب نی باوجود شوکت
وقوت اسلام و اجتماع اعوان و انصار کفار سی صلح کرلی اور صلح بہی اس نوع پر کہ کفار کو مسلمین پر قوت
وغلبہ رہا یعنی از جملہ شروط صلح یہ شرط تہی کہ جو کوئی شخص قوم کفار سی بپناہ اسلام مین آوی ہم اوسکو
سپرد کفار کرین اور جو مسلمین سی بپناہ کفار مین آئی تو اوسکو مسترد نکرین اور جبکہ صلحنامہ لکہا گیا تو بجای
بسم اللہ کی لفظ باسمک اللہم لکہی گئی اور جبکہ محمد رسول اللہ سے کفار نے انکار کیا تو حضرت نی خود دست
مبارک سی محو فرمایا اور اسی اثنا مین ماجرای ابو جندل در پیش ہوا کہ اوسنی اہل اسلام سی استغاثہ کیا
اور آخر مین حضرت نی برعایت صلح اوسکو سپرد کفار کیا چنانچہ یہ سب امور کتب معتبرۂ فریقین مین مذکور
ہین اور صاحب مواہب لدنیہ نی علی ما نقل عنہ بعض الاعلام بخاری سے نقل کے ہی کہ اثنای شروط
مصالحہ مین ابو جندل بن سہیل مقید بغل و زنجیر داخل ہوا اور بغل مکہ سی اپنی تئین لشکر مسلمین مین ڈالا
پس سہیل بن عمرو نی کہ وکیل قریش تہا کہا ای محمد یہ اول وہ امر ہے کہ جسپر ہم آپ سی صلح کرتی ہین ۳۰۱
چاہتی کہ اسکو ہمین سپرد دیجئی حضرت نے فرمایا کہ ابہی صلحنامہ تمام نہین ہوا ہی پس سہیل نے کہا کہ واللہ اسطرح
پر ہم کبہی صلح نکرینگی حضرت نی ارشاد فرمایا کہ اسکو میری پاس خاطر سے چہوڑ دی اوسنی انکار کیا حضرت
نی مکرر فرمایا اور اصرار کیا مگر وہ اپنی انکار سے باز نہ آیا آخر حضرت نی اوسکو سپرد کفار کیا ابو جندل نی
کہا کہ ای گروہ مسلمین مین پہیر اجاتا ہون طرف مشرکین کی حالانکہ مین مسلمان ہون کیا تم لوگ نہین دیکہتے
کہ مینی کسقدر صعوبتین کفار کی ہاتہہ سی اوٹہائی ہین بعد اوسکی ابن اسحق سے نقل کے ہی کہ جناب رسالت
نی فرمایا اصبر واحتسب فانا لا نغدر وان اللہ جاعل لک فرجا و مخرجا یعنی صبر کر اور خاموش ہو کہ
ہم قدرت نہین رکہتی ہین بتحقیق کہ حقتعالی تیری لئی جلد کشایش اور آسایش کریگا اسی روایت سے
صاف ظاہر ہے کہ حضرت بسبب غلبہ کفار اشرار مجبور تہے کہ آخر بہر طور کفار کے قول کو مانا اور جو کچہہ اونہون
نی باصرار کہا حضرت نی وہی کیا اور یہی معنی تقیہ کے ہین اب لازم ہے کہ بعد ملاحظہ مضمون حدیث صلح
اہلسنت مجادلہ اور مکابرہ سی باز آئین اور جواز تقیہ پر اہل ایمان سی صلح کرلین اور مانند بعض حضرات
عالیہ درجات کی بعد الم تعطی الدنیۃ فی دیننا مترنم نہون کہ ہاں اس تشکیک کا بجز شرم و حجاب کے

الی یوم الحساب کچھ نہیں الحاصل بعد اسکی صاحب مواہب کہتا ہی قال الخطابی تاول العلماء ما وقع فی
قصة ابی جندل علی وجہین احدہما ان الله قد اباح التقیة للمسلم اذا خاف الهلاك ورخص له
ان یتکلم بالکفر مع اضمار الایمان ان لم یمکنه التوریة فلم یکن رده الیهم اسلاما لابی جندل
الی الهلاك مع وجود السبیل الی الخلاص من الموت بالتقیة والوجه الثانی انما رده الی
ابیه والغالب ان اباه لا یبلغ به الی الهلاك وان عذبه وسجنه فله مندوحة بالتقیة
ایضا انتہی یعنی خطابی کہتا ہی کہ علمانی اس قصہ کی تاویل مین دو وجہین ذکر کی ہین ایک یہ ہی کہ خدا
نی مباح کیا ہی تقیہ کو واسطی مسلم کی جبکہ خوف ہلاک کا ہو اور رخصت دی ہے کلام کفر کے ساتھ اخفا ایمان کے
اگر توریہ ممکن نہو پس پھیر دینا اوسکا سبب ہلاک کا نہ تہا کہ نجات اوسکو موت سی بسبب تقیہ کی ہے ممکن تھے
دوسری وجہ یہ تہی کہ حضرت نی ابو جندل کو اوسکی باپ کے سپرد فرمایا اور غالب یہ ہی کہ باپ اپنی فرزند کو ہلاک
نہین کرتا اور اگر خوف عذاب قید کا تہا تو اوسکی تدبیر تقیہ سی بہی ممکن تھے اس کلام سی بہی ظاہر ہوا کہ علمائے
اعلام اہلسنت نی مقام خوف مین تقیہ کو تجویز کیا ہی بلکہ تتبع کتب اہلسنت پر واضح ہی کہ جمہور علمای
اہلسنت قایل بجواز تقیہ ہین اور ناظر منصف پر بہی ظاہر ہے کہ دلائل جواز تقیہ اہلسنت کی کتابون مین
نہ اسقدر ہین کہ حصر و احصا اونکا کیا جاوی حتی کہ صاحب تحفہ کہ سرگروہ سنیان ہند ہی خود اپنی کتاب مین
اعتراف بجواز تقیہ کرتا ہی اور پہر باینہمہ بمضمون فلما جاءتہم ما عرفوا کفروا به انکار تقیہ سی کرتا ہی چنانچہ
باب یازدہم مین لکہتا ہی باید دانست کہ تقیہ در اصل مشروعست بدلیل آیات قرانی قوله تعالی لا یتخذ المؤمنون
الکافرین اولیاء من دون المؤمنین ومن یفعل ذلك فلیس من الله فی شیء الا ان تتقوا
منهم تقیة وقوله تع الا من اکره وقلبه مطمئن بالایمان الی غیر ذلك من الآیات تعریف
تقیہ آنست کہ محافظت نفس یا عرض یا مال از شر اعدا نماید وعدو دو قسم است **اول** آنکہ عداوت او
مبنی بر اختلاف دین و ملت باشد چنانچہ کافر و مسلم **دوم** آنکہ عداوت او مبنی بر اغراض دنیوی باشد
مانند ملک و مال و زن و متاع پس تقیہ نیز بر دو قسم شد الی آخر ما قال اب فرماتی کہ جب ایسی عماید اور
ارکان فرقہ اہلسنت قائل بجواز تقیہ ہون تو پہر ناحق بیچارہ شیعونکو شکنجہ الزام مین گرفتار کرتی ہین اور
اپنی علما کو نہین دیکہتی کہ خود عاجز ہو کر بموافقت مذہب شیعہ کی کرنی لگی آیا نہین دیکہتی کہ حضرت امام
اعظم کہ سنیان عرب و عجم خاصہ اہل ہند مطیع و معتقد اونکی ہین کاربند تقیہ ہوتی تہی چنانچہ ملا عبد الکریم شہرستانی

شہرستانی نے ملل ونحل مین اور صاحب تفسیر کشاف فی تفسیر آیہ لا ینال عہدی الظالمین مین نقل
کیا ہے کان ابو حنیفۃ یفتی سرا بوجوب نصرۃ زید بن علی وحمل المال الیہ والخروج معہ
علی اللص المتغلب المتسمی بالامام والخلیفۃ کالدوانیقی واشباہہ یعنی ابو حنیفہ فتوی دیتا تہا پوشیدہ
ساتہہ وجوب نصرت زید شہید کی اور لیجانی مال کی طرف ونکی اور خروج کرنیکی بہمراہ انحضرت اوپر دزد
متغلب کی کہ اپنی تئین امام وخلیفہ کہلاتا تہا مانند دوانیقی وغیرہ کے اس عبارت سی صاف ظاہر ہے
کہ پوشیدہ فتوی دینا ابو حنیفہ کا بوجوب مددگاری زید شہید نہ تہا مگر بخوف ظالمین وسلاطین
جور وامرا ستم پیشہ اور یہی معنے تقیہ کی ہین چونکہ ابو حنیفہ قاضی مین حنیف ہی علی زعمہم پس
حضرات اہلسنت پر واجب ولازم ہے کہ حضرت امام اعظم کے فتوی بر گردن تسلیم خم کرین اور نعمت عظمے
جان کر شعار نعمان کو ہان لین الطرق کری ان النعمۃ ظالفری + اب یہان سے واضح
ہوا کہ تقیہ وہ چیز ہے کہ اوسکی اباحت اور جواز پر قرآن اور حدیث اور اقوال علماء معتبرین اہلسنت
دلالت کرتی ہین بلکہ سنیونکی پیشوا اور امام عمل تقیہ پر کیا کئی اور اوسکو سپر امان جانتی رہے
٣٣ ہان اگر صاحب رسالہ برخلاف آیہ ولا تلقوا بایدیکم الی التہلکۃ تقیہ کا کاربند نہو اور اوسکو سپر
حفظ جان نکری اور بسبب انکار حکم خدا گرفتار پنجہ بلا اور لگدکوب اعدا ہووی اور اپنی بزرگونکا شعار
اختیار کری تو اوسکی سزا یہی ہے لات کا آدمی بات سی کب مانتا ہی حضرت خلیفہ اول بہی اول اسلام
مین اسی جوش وخروش مین آئے تہی اور باوجود افہام وتفہیم رسول کریم اظہار امر دعوت مین کہ
مین عداوت تہا گرم ہوئی تہی لاکن بمضمون ھ ولی بجملہ اول عصای پیر شکست + بدولت
نافہمی کے گرفتار ضرب نعال کفار بدمال ہوئی اور کیا عجب ہی کہ اگر اہلسنت زمان عذر و ہوے
بلکہ اس عصر مین کاربند تقیہ ائمہ معصومین علیہم السلام سی کرتا ہی ورنہ نہین دیکہتا کہ عمائد اہلسنت
مثل قاضی بیضاوی وغیرہ معتبرین معترف اسکی ہین کہ انبیا ومرسلین اکثر کاربند تقیہ ہوتی تہے
چنانچہ عنقریب واضح ہوگا پس باوجود اعتراف بتقیہ انبیا انکار تقیہ ائمہ معصومین ع از جملہ عجائب ہے
آیا صاحب رسالہ تفحص کتب ورسائل قوم نہین کرتا اور نہین دیکہتا کہ مخالفین فرقہ حقہ ہمیشہ ائمہ
معصومین ع پر طعن بتقیہ کرتی چلی آئی ہین بکمال تعجب ہی کہ مخالفین تک کہ جو شرف اتباع اہلبیت
معصومین ع سی دور تر ہین مذہب ائمہ اہلبیت ع سی واقف ہون اور تقیہ کو انکا مذہب سمجہین

اور صاحب رسالہ باانہمہ دعواے محبت اہلبیتؑ انکار تقیہ ائمہ معصومینؑ سے کرتا ہے اور وہ
مذہب سے واقف نہیں ہے صاحب ملل و نحل نے سلیمان بن جریر سے نقل کی ہے کہ وہ کہتا تھا ان
ائمۃ الرافضۃ وضعوا مقالتین لشیعتہم لا یظہر احد قط علیہم احدھما القول بالبداء
فاذا اظہروا قولا انہ سیکون لہم قوۃ وشوکۃ وظہور ثم لا یکون الامر علی ما اخبروا
قالوا بدا للہ فی ذلک والثانیۃ التقیۃ فکلما ارادوا تکلموا بہ فاذا قیل لہم ذلک لیس
بحق وظہر لہم البطلان قالوا انما قلناہ تقیۃ و فعلناہ تقیۃ انتہی خلاصہ اس کلام کا یہ
ہے کہ ائمہ شیعہ نے دو قول ایسے وضع کئے ہیں کہ کوئی ان پر ظفریاب نہیں ہو سکتا ایک قول
کہ جب اپنے شیعوں کو خبر اپنی قوت و شوکت و ظہور کی دی اور وہ واقع نہوئی تو کہا کہ خدا کو بدا واقع
اور دوسرا تقیہ کو کہ کچھ چاہتے تھے کہتے رہے اور جب معلوم ہوتا تھا کہ معاذ اللہ وہ حق نہیں تو کہتے
تھے ہم نے یہ تقیہ کہا تھا اس کلام واہی کو فخر الدین رازی نے بھی بفخر تمام نقل کیا ہے اب ہم انسے کہتے ہیں معلوم
ہوا کہ تقیہ افعال ائمہ میں داخل تھا کہ آخر مخالفین حضرات کی اون پر بسبب اسکے طعن کرتے تھے جیسے
کہ منافقین افعال رسول خدا جل جلالہ پر زبان اعتراض دراز کرتے تھے قاتلہم اللہ انی یوفکون ۳۷
آیا صاحب رسالہ نے نہیں دیکھا کہ اکثر ثقات علمای امامیہ نے کتاب فردوس دیلمی سے نقل کیے ہیں جناب
امیر المومنین علی بن ابیطالب سے کہ اون حضرت نے فرمایا لا دین لمن لا تقیۃ لہ یعنی وہ بیدین ہے کہ جو بے
تقیہ ہو آیا صاحب رسالہ نے نہیں دیکھا کہ صاحب تحفہ نے خود اعتراف کیا ہے کہ جناب امیر المومنین نے
نے بخوف فتنہ و فساد قاتلان عثمان حق عثمان میں فرمایا قتلہ اللہ وانا معہ جیساکہ ابراہیم نے حق
سارہ میں ہذہ اختی فرمایا تھا آیا یہ تقیہ نہیں کہ امر حق کو بخوف فتنہ و فساد قاتلان عثمان کی مخفی کیا اور
ظاہر نکرسکے پھر اور بعضی تقیہ کے کیا ہیں پس اس عبارت سے دو امر ظاہر ہوئے اول تقیہ امیر المومنین
علیہ السلام دوم تقیہ حضرت ابراہیم خلیل الرحمن کہ جنکے حق میں حقتعالی فرماتا ہے قل من یرغب عن ملۃ
ابراہیم الا من سفہ نفسہ اور سابق میں کنایۃ بیان ہوا کہ حقتعالی نے مقام مدح مومن آل فرعون
میں فرمایا ہے وقال رجل مومن من آل فرعون یکتم ایمانہ پس واضح ہوا کہ تقیہ از جملہ احکام ربانیہ
اور سنن انبیاء و مرسلینؑ اور افعال مومنین و صالحین سے ہے اور منکر اوسکا خارج از مرتبہ ایمان
اور مستحق نیران **قال صاحب الرسالۃ** اہلسنت اثبات کی جواب میں کہتے ہیں کہ

یہ بات امامیہ کی بہت طرحسی قابل ماننی کے نہیں ہے منجملہ اونکی یہ دلیل ہے کہ نبی اور امام اللہ کا حکم پہچانتے
ہین اور کسی سی نہین ڈرتی اور گمراہون کی راہنمائی مین ہرگز سستی نہین کرتے چنانچہ اللہ تعالے
فرماتاہی الذین یبلغون رسالات اللہ ویخشونہ ولا یخشون احدا الا اللہ ترجمہ وہ جو پہونچاتے
ہین پیغام اللہ کی اور ڈرتی ہین اوسی اور نہین ڈرتی کسی سے سوای اللہ کے اس آیت سی معلوم
ہوا کہ اگر خلفای راشدین قابل تعریف کی نہوتی تو ائمہ ہرگز اونکی مدح نکرتے اور بندگان خدا کو
دہوکا دیتی نعوذ باللہ من ذلک **اقول وبہ نستعین** بیان سابق سے واضح اور عیان
ہوا کہ تقیہ وہ بنیان مرصوص اور سد سکندری ہے کہ سعی مفسدین فی الارض سے منہدم ہو نہین سکتی
بنای اقوال مخالفین نظر بقواعد مسلمہ اور اصول مقررہ خود نا فاسد اور خراب ہی اور حضرات منکرین مصداق
یخربون بیوتہم بایدیہم وایدی المؤمنین ہین اسوسطی کہ باجماع امت تین چیز پر عمل لازم
معتبر ہے **اول** قران کہ معمول بہ اور مسلم عند اہل الاسلام ہے اور حال اوسکا واضح ہوا کہ آیات قرانیہ
صریحا جواز تقیہ پر دلالت رکہتی ہین اور جواز پر شاہد عدل ہین وکفی باللہ شہیدا **دوسری**
حدیث کہ جو کتب صحاح مین مروی ہو خاصۃ صحیح بخاری مین کہ بتصریح ثقاۃ قوم اوسکی صحت پر
قسم کہانا جائز ہے اور بعد الیمین منکر صحت اسکا سزاوار کفارہ ہی اور زوجہ اوسکی حبالہ نکاح سے
باہر ہوجاتی ہے اور بی نکاح ثانی کے جو اولاد کہ پیدا ہوا اولاد زنا ہے پس اہلسنت کو بخیال ننگ
ناموس وحفظ نسب بحرکت قسری واضطراری وازراہ مجبوری وناچاری اور ذلت وخواری اعتراف
بصحت حدیث بخاری بی تاویل علیل کے لازم ہوگا اور بحمد اللہ کہ حدیث سی بہی جواز تقیہ ثابت
ومحقق ہے چنانچہ سابق مین بروایت بخاری مرقوم ہوا **تیسری** اقوال وافعال علما کہ بنا
اونکی بہی قران وحدیث پر ہی بلکہ اقوال وافعال اونکی مثل نتیجہ کی ہین اور قران وحدیث مثل صغری
وکبری کی اور تسلیم نتیجہ مستلزم تسلیم صغری وکبری ہے وبالعکس اور ناظرین پر ظاہر ہی کہ یہ بہی بشہادت
اقوال علماء اہلسنت ہم بیان کرچکی ہین حتی کہ فاضل دہلوی نی کہ خاتم العلماء اور سرآمد فضلای فرقہ
جہول ہے تحفہ سردقہ مین تقیہ کو شروع فرمایا ہی اور آیات قرانیہ سی استشہاد کیا ہے پس اب نظر
بوجوہ ثلاثہ کاسہ لیسان اصحاب ثلاثہ کو کوئی چارہ بجز قبول کرنے جواز تقیہ کی اور اقرار اباحت کے
باقی نہین الحاصل جبکہ جواز تقیہ اسطرح پر ثابت ہی کہ آیات قران اور احادیث فخر مرسلان اور

اقوال راکین بلکہ اقوال علمای اہلسنت ساتہہ دسکی موافق ہین تو ہر ناحق صاحب رسالہ بمقابلہ اہل حق
ورپی ابطال اور مستعد جنگ وجدال اور مہیای استدلال کچہ نہین جانتا کہ یہ حصن بلیغ اور قصر رفیع
جولانگاہ مگس اور محل مناظرہ ہر کس وناکس نہین ہے ای مگس حضرت سیمرغ نہ جولانگہ تست + عرض
خود می بری و زحمت ما میداری + ہرچند کہ بعد بیان براہین ودلائل کے محل قول قائل اور نزاع
لاطائل کا باقی نہین لاکن چونکہ صاحب رسالہ فی ہذا المقام پر اپنی دعوی باطل پر دلائل موہومہ ذکر کیے
لہذا ضرور ہوا کہ ہم بہی جواب اون وجوہ کا برعایت اختصار تحریر کرین اگرچہ ہر ایک وجہ موہومہ اوسکی بدیہی
البطلان اور محتاج جواب نہین پس مخفی نرہے کہ یہ جو صاحب رسالہ کہتا ہے کہ نبی و امام اللہ کا حکم
پہونچاتی ہین اور کسی سے نہین ڈرتے مفہوم اسکا راجع طرف سالبہ کلیہ ہے اور یہ سلب کلی اور نفی خوف
علی الاطلاق صحیح نہین اسواسطی کہ بشہادت آیات قرانیہ اور احادیث صحیحہ اور روایات معتبرہ
کہ قریب شہرت واستفاضہ و تواتر پہونچی ہین یہ امر ثابت ہی کہ انبیاء و مرسلین اکثر مخالفین اور
کفار سی خائف رہتی تہی اور کلام حضرت کلیم اللہ ففررت منکم لما خفتکم وایضا آیہ ولہم علی ذنب
فاخاف ان یقتلون اسی امر پر حجت بیضا اور اسیطرح آیہ وتخشی الناس واللہ احق ان تخشاہ کہ بجناب
رسالتماب قران مین وارد ہی دلالت اس امر پر کرتی ہی کہ حضرت بعضی مخالفین اور معاندین سی خائف تہی
اور اسیطرح آیہ یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک وان لم تفعل فما بلغت رسالتہ
واللہ یعصمک من الناس اسی پر دلالت کرتی ہے کہ حضرت بعضی مخالفین اور معاندین سے
خائف تہی اور اظہار حکم خدا بروجہ تمام بسبب بغض وحسد حساد و بخوف فتنہ وفساد مخالفین بجا نہا
نہین کرسکتی تہے والا تاکید وتہدید کہ مفاد آیہ کریمہ ہے لغو وبیفائدہ ہو گی نعوذ باللہ سبحان اللہ
اگر نفی خوف علی الاطلاق اور سلب کلی خوف کا نسبت بانبیاء ومرسلین صحیح ہو تو ہجرت جناب ختمی مآب
کی مکہ سے طرف مدینہ کی اور پوشیدہ رہنا آنحضرت کا غار مین منہی عنہ اور حرام ہو اسواسطی کہ سبب اسکا
قلت بلکہ فقدان اعوان وانصار اور خوف کفار اشرار ہے اور یہ خوف علی الرغم صاحب الرسالہ غیر جائز اور
اس حال مین علاوہ سب قباحتون کی ایک بڑی قباحت یہ لازم آتی ہے کہ جو کچہ فضیلت ہو موے
اور منقبت مزعومی یار غار کے اہلسنت کی نزدیک ثابت ہی ہی وہ خاک مین ملی جاتی ہے اور گریہ وزاری
حضرت بکری کہ محض بزدلی ہے باعث مضحکہ ہوتی ہے اور یہ امر پسند خاطر اہلسنت نہین اگرچہ شیعہ

شیعہ اسکو مطلب انفضی اور حال ابوبکر کو مصداق شعر سعدی بتاتی ہین ؎ نہ از روباہ گر بود یار غار

زان پہ کہ جاہل بود غمگسار ✝ ولنعم ما ینسب الی العطار من التعریض لصاحب الغار ؎ بس

ن حدیث غار کہ عار است بر عقل ✝ آن حزن و بیقراری شیخ معمم ✝ پیرے ز آن امام کہ فرمانش ✝

رہ و مار من مقتدای مارگزیدہ کجا برم ✝ فتامل اور اگر دعوی صاحب رسالہ صحیح ہو تو پھر ناحق حضرت

بوی قوم عایشہ سے خایف تہی اور بخوف قرب زمان جاہلیت قوم عائشہ کے بنای کعبہ کو منہدم کر کے

تعمیر اصلی کر سکتی تھے اور ناحق جناب ختمی مآب ابتدای بعثت مین مخفی اور پوشیدہ ہدایت کرتے تہی

جیسا کہ صاحب مواہب لدنیہ نے نقل کیا ہی کہ حضرت ابتدای زمان مین مخفی اور پوشیدہ رہتی تہی

جب آیہ فاصدع بما تؤمر نازل ہوا تو حضرت نے اظہار دعوت فرمایا چنانچہ کلام اوسکا عنقریب

ذکر ہوگا پس اب معلوم نہین کہ صاحب رسالہ جناب خاتم الرسالہ اور دیگر انبیاء و مرسلین کی نبوت

کا معتقد ہے یا بسبب اس دعوای کاذبہ کی مانند بعضے بزرگان عالیشان اپنی کی ان حضرات قدسی تہے

صفات کی نبوت اور رسالت مین شبہ و شک کرتا ہی مگر مشکل ہے کہ اونہون نے تو بعد ندامت کی چند

بندی آزاد کئی اور اونٹ قربانی کیے اور اعمال بجا لائی اور مؤلف رسالہ اگر مانند [illegible] کے

دست و پا گم کریگا تب بہی نام اوسکی دست ہو و ہوس شیطانی سے نہ چھوٹیگے اب اس جگہہ اس

کلام سے ظاہر ہوا کہ دلیل صاحب رسالہ ضعیف و علیل ہے اور کسی طرحکا نفع اوس مولف کو حاصل نہین

اور آیہ کریمہ کو جو صاحب رسالہ اپنی مطلوب پر شاہد لایا ہے یہ بہی محض خوش فہمی ہے اپنی ایم شہادت [illegible]

آیات قرانیہ و احادیث معتبرہ ثابت کرچکی ہین کہ حضرات انبیا و مرسلین بعض اوقات مین مخالفین سے

خائف رہتی تہی پس بدلیل آیات قرانی اور احادیث صحیحہ کے مراد اس آیہ کریمہ سے یہہ ہوگی

کہ انبیا تبلیغ رسالت خدا کرتے ہین اور اظہار حکم خدا وند جلیل فرماتے ہین اور اس تبلیغ رسالت

اور اظہار حکم خدا مین کسی سے خوف نہین کرتے وہذا ہو الحق حضرات امامیہ کب اس امر کی منکر ہین

بلکہ علمای اعلام اور فضلای کرام فرقہ حقہ نے تصریح اس امر کی ہے کہ انبیا و مرسلین اور ائمہ معصومین

کو بیان حکم خدا اور تبلیغ رسالت اور اظہار امر حق مین کہ جسکا اظہار اون حضرات پر موقوف ہو تقیہ

حرام ہے والا فائدہ بعثت حاصل نہوگا اور باب ہدایت مسدود ہو جائیگا ولم یقل بہ احد بلکہ امامیہ کے

نزدیک تقیہ انبیا و ائمہ پر اوس وقت مین جایز ہے کہ جب امر حق ظاہر ہو اور دلیل قاطع اور حجت

ساطع اوسپر موجود ہوا اور بیان حکم کا انحضرات پر موقوف نہو اس امر پر جناب سید مرتضی علم الہدی
اور علامہ طبرسی اور اکثر علمای کرام نے تصریح فرمائی ہے من شاء فلیرجع الی مصنفاتھم اور صاحب
طبع سلیم و عقل مستقیم کو بھی محل شک نہین کہ عموم آیہ الا من اکرہ وقلبه مطمئن بالایمان اور دیگر آیات
قرانیہ کہ جواز تقیہ پر دلالت کرتی ہین شامل انبیاء و مرسلین و ائمہ معصومین و دیگر عباد مومنین ہے اور
اسیطرح احادیث صحیحہ اور روایات معتبرہ تقیہ انبیا پر دلالت کرتے ہین اور اقوال علمای معتبرین سے
بھی تقیہ کرنا انبیا کا ثابت ہے کما سیجئی الحاصل ان سب تقریرات سی ظاہر ہوا کہ آیہ کریمہ سے یہ مراد نہین
کہ انبیا پر مطلقا خوف جایز نہین جیسا کہ صاحب رسالہ سمجھا ہی الا وقوع اختلاف و تناقض قران مین لازم آتا ہے
وہو باطل بالبداہۃ ولو کان من عند غیر اللہ لوجدوا فیہ اختلافا کثیرا جب بعنایت مبدا فیاض
جواب تحقیقی سے ہم فارغ ہوئی تو اب جواب الزامی بھی تحریر کرنا ضرور ہے کہ بہر نوع اور بہر وجہ رغم انف
مخالفین حاصل ہو جائے اور حضرات سنیہ مقابلہ خصم مین بالکل سپر انداختہ ہون پس واضح ہو کہ سابق مین
مذکور ہوا کہ سرآمد فضلای فرقہ بکریہ و عمریہ اور سرخیل محبین عثمانیہ و امویہ نے تحفہ اثنا عشریہ مین اعتراف کیا ہے
کہ جناب امیر المومنین علیہ السلام نی بضرورت فتنہ و فساد قاتلان عثمان اور بخوف قتل و حفظ جان حق عثمان
بن عفان مین فرمایا قتله الله و انا معه جیسا کہ حضرت ابراہیم نی ہذہ اختی وحق سارہ مین فرمایا تھا
اہل انصاف پر ظاہر ہے کہ یہ کلمہ حقہ مثل آفتاب تابان کی مذہب عثمان بن عفان پر دلالت رکھتا ہی اور
اسیطرح تاویل پذیر نہین لاکن بعد فرض و تسلیم تاویل توریہ و تقیہ اس حدیث مین ہم بہے بنا بر مذاق
صاحب رسالہ اس مقام مین اوسکی کلام کو منقلب کی کہتی ہین کہ اہلسنت حدیث مذمت عثمانکو
محمول توریہ اور تقیہ پر کرتے ہین اور اس پردہ مین اپنی مذہب کو بچاتی ہین شیعیان اہلبیت
کہتی ہین کہ یہ بات اونکی کئی وجہو نسی قابل ماننی کے نہین منجملہ اونکی **اول** یہ ہے کہ نبی اور امام
اللہ کا حکم پہونچاتے ہین اور کسی سے نہین ڈرتے اور گمراہون کے راہنمائی مین ہرگز کسیسے نہین کرتے
چنانچہ حقتعالی فرماتا ہے الذین یبلغون رسالات اللہ الخ اس آیت سی معلوم ہوا کہ اگر عثمان
قتیل الدار لائق مذمت نہوتی تو مولای مومنین کبھی اونکی مذمت نکرتے اور بندگان خدا کو دہوکا ندیتی
نعوذ باللہ من ذلک اب صاحب رسالہ کو لازم ہے کہ اوسکے جواب کی تدبیر کری اور اپنی امام قتیل اور عالم
بی نظیر و بی عدیل سے دفع طعن فرمائی وما ہو جوابہ فہو جوابنا عن ہذا الاستدلال و ق

وکفی اللہ المؤمنین القتال **قال صاحب الرسالۃ فی الحاشیۃ** لاکن عجب ہے
کہ امامیہ کے نزدیک ائمہ باوجود منصب امامت وخلافت کی عمر بہر مخالفونکے خوف سی اظہار حق نکر سکے
انتہی **اقول** ماشاء اللہ مفتی ین آپہی کیا متانت و فطانت کو کم دخل دیا تہا کہ اب دوسرا یہ حاشیہ
لکہا سبحان اللہ اپنی طرفسی ایک بات بنانا اور شیعونکے جانب اوسی منسوب کرنا اور آپہی اوسپر تعجب کرنا
ازعجیب است ؎ خود کوزہ و خود کوزہ گر و خود گل کوزہ + یہ محض کذب ہے مؤلف کو لازم ہے کہ کسی
عالم شیعہ کے کلام سی ثابت کری کہ ائمہ عمر بہر اظہار حق نکر سکے حاشا ثم حاشا ہرگز یہ مذہب امامیہ کا نہین
بلکہ ائمہ علیہم السلام نے تو ایسا اظہار حق فرمایا کہ جو حق اظہار ہے اور ایسا آفتاب دین مبین اور حقیت حضرت
امیر علیہ السلام کو ظاہر فرمایا کہ کوئی خاک اوسپر نہین ڈال سکتا ہے اور تجاہل اور تعامی کے تو باتہی اور ہے
؎ گر نہ بیند بروز شپرہ چشم + چشمۂ آفتاب را چہ گناہ + ابہی ہم بیان کر چکے ہین کہ اہلبیت معصومین
بیان حکم خدا اور اظہار امر حق مین کہ جسکا بیان و اظہار اونہین پر موقوف ہو تقیہ نہین فرماتے تہے
ہان جبکہ دلیل قاطع اور حجت ساطع ایسے موجود ہوتی تہی کہ مثل آفتاب کے ظاہر ہو یا تعلیم اوسکی اون
حضرات پر موقوف نہ ہوتی تہے اور سبیل علم کی انہوپر منحصر نہ تہی تب حفظ النفوسہم ونفوس ۳۹
شیعتہم تقیہ فرماتے تہی کما صرح بہ علمائنا الاعلام اور یہ امر کسیطرح قابل طعن و الزام نہین
بلکہ مثمر فوائد بیشمار ہے معاملہ صلح حدیبیہ مؤید اسکا ہی کہ نظر بمصلحت زمان مستقبل و حال رسول خدا
نے بحکم خداوند متعال کفار مکہ سے صلح فرمائی اور جس امر پر اونہون نے اصرار کیا اوسکو قبول فرمایا
حتی کہ لفظ رسول اللہ کو باوجود ادعای مرتبہ نبوت ورسالت اپنی دست حق پرست سے محو فرمایا اور
ابو جندل کو باوجودیکہ وہ لشکر اسلام سی پناہ مانگتا تہا اور بجرم اسلام شدائد کفار نابکار مین اسیر وگرفتار تہا
سپرد کفار فرمایا اور خود فرمایا کہ ہم تیری رہا کرنے پر قدرت نہین رکہتی کما امرت الیہ الاشارۃ اور آخر
مین مصلحتین اس صلح کی یہ ظاہر ہوئے کہ وہی کفار مکہ مشرف باسلام ہوئی اور فوج فوج دین خدا
مین داخل ہوئے اور مومنین و مومنات جو مغلوب تہی کفار پر غالب آئی اور عنقریب مکہ معظمہ مفتوح
ہوا اور مشرکین کا سر نیچا ہو گیا یہی حال تہا حضرات معصومین اور اہلبیت طاہرین کا کہ بسبب کثرت
مخالفین و بخیال حفظ جان و حفظ شیعہ معصومین اہلبیت نظر بمصلحت حال و استقبال تقیہ فرماتے
تہی اور انجام اوسکا یہ ہوا کہ شیعہ اقطار و اکناف عالم مین باشد رحمت خدا کثیر ہی اور اون مین علماو

فضلا اور محدثین اور فقہا پیدا ہوئی اور مخالفین و معاندین مخذول اور مردود اور مرذول ہوئے
فقال الحاصل اظہار حق نسبت بائمہ معصومین اظہر من الشمس ہے اور جو کچھ صاحب رسالہ نے حاشیہ مین
بیتحاشا طرف ائمہ معصومین کے نسبت دیہی کذب محض ہے فظہر الحق و خسر هنالك المبطلون

**قال صاحب الرسالہ** دوسری یہ اگر ائمہ خوف جان یا اذیت کی سبب سے حق بات نہین
کہہ سکتی تہی تو ہجرت ائمہ پر واجب تہی بموجب آیہ وافی ہدایہ ان الذین توفتهم الملائکۃ
ظالمی انفسہم قالوا فیم کنتم قالوا کنا مستضعفین فی الارض قالوا الم تکن
ارض الله واسعۃ فتہاجروا فیہا فاولئك ماواہم جہنم وساءت مصیرا ترجمہ جن لوگونکے
جان کہینچتی ہین فرشتی اوس حال مین کہ وہ برا کر رہی تہی کہتی ہین کہ تم کس بات مین تہی وہ کہتی ہین ہم تہے
مغلوب اس ملک مین کہتی ہین کیا نہ تہی زمین اللہ کی کشادہ کہ وطن چہوڑ جاؤ وہان سو ایسو نکا ٹہکانا ہے
دوزخ مین اور بہت بری جگہہ پہونچی اور علماء امامیہ مین بہی محمد بن المرتضی صاحب الوافی نے آیت کے
بیان مین لکہا ہے وفی الآیۃ دلالۃ علی وجوب الهجرة من موضع لا یتمکن الرجل فیہ من ۴۰
اقامۃ دینہ ترجمہ یہ آیت دلیل ہے واجب ہونی مین ہجرت کے اوس جگہہ سی کہ جہان آدمی نہ اپنا دین قایم رکہ سکے
انتہی جب باوجود اس حکم الہی کے ائمہ نے ہجرت نہ کی بلکہ کبہی قصد بہی نہ کیا تو ثابت ہوا کہ یہ دونو تین
ائمہ نے تقیہ سی نہین فرمائین اسواسطی کہ ہجرت نکرنا ائمہ کا باوجود واجب ہونیکے محال ہے اور
کوئی اسباب کا خیال نکرے کہ شاید ائمہ نے بسبب مقدور نہونیکے ہجرت نہ کی ہو سو یہ غلط ہے
اسلئی کہ استطاعت ائمہ کی طرفین کے کتابوں سی ثابت ہے اور حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ
کی استطاعت تو ذوالفقار مین بہی موجود ہی کہ ہمراہیان زید شہید کو لاکہہ دینار تقسیم کیے **اقول**
**وبه نستعین** یہہ اعتراض قدیم ہے اکثر علمای اہلسنت نے اسکو نقل کیا ہے اور علمای کرام فرقہ
حقہ نی اسکی اجوبہ صحیحہ ذکر فرمائی ہین صاحب رسالہ نے بہی اوسی طریقہ پر یہ اعتراض کیا اور ذکر جواب
سی اعراض فرمایا ہے چونکہ سکوت بمقابلہ مخالف موہم عجز ہے لہذا ہم بہی اس مقام مین جو کچہ
جواب اس شبہہ فاسدہ کی ذہن مین حاضر ہین ذکر کرتے ہین ہرچند کہ یہ شبہہ محتاج جواب نہین اور
علمای اعلام جواب اسکا تحریر فرما چکے ہین پس مخفی نرہے کہ جواب اس شبہہ فاسدہ کا بوجوہ عدیدہ
ممکن ہے کہ نظر باختصار بعضی اونمین سے معرض بیان مین آتے ہین **جواب اول** یہہ ہے

یہ ہے کہ بعد فرض و تسلیم کی ہم کہتی ہین کہ یہ دلیل مستدل کے اولیاء مذہب و اہل نحلہ اوسکی پر منقلب ہے
اور یہی تقریر صاحب تحفہ وغیرہ کی کلام مین جاری ہے کہ اگر جناب امیر خوف جان یا اذیت کی سبب سے
حق بات کہہ نسکتی تہے اور قاتلان عثمان سے امر حق پوشیدہ کرتی تہی اور مذمت عثمان کی فرماتی تہے
کما ہو مزعومہم تو ہجرت اونپر بخصوص یہ ہر دو اجب تہی بموجب آیہ وافی ہدایہ ان الذین توفیہم الملائکۃ
جب با وجود اس حکم الہی کے جناب امیر نی ہجرت نہ کی بلکہ کبہی قصد بہی نکیا تو ثابت ہوا کہ یہ صورت اونحضرت
نے بخوف نہین فرمائی اسواسطی کہ ہجرت نکرنا اونحضرت کا با وجود وجوب ہو سکی محال ہے الی آخر ملخصا
اور یہ اعتراض فقط صاحب تحفہ کی تقریر پر وارد نہین بلکہ جملہ علماء اہلسنت کی کلام پر وارد ہی اسواسطے
کہ باتفاق محدثین و ارباب سیر و تواریخ مذہب اہلسنت یہ امر ثابت ہی کہ جنابہای جنگ جمل و صفین
اسی امر تہا کہ حضرت ام المومنین و خال وغیرہ قاتلان عثمان کو حضرت سی طلب کرتی ہی اور حضرت بمقتضای
وقت و مصلحت بخوف فتنہ و فساد قاتلان عثمان کو اونکی سپرد نکرتے تہی یہانتک کہ لوگ نفس رسول
۲۱ سی منحرف و باغی ہوگئی اور نوبت محاربہ و مجادلہ کی پہونچی اور اصحاب ہودج بخلاف آیہ و قرن فی بیوتکن
یا حمیرا مع اپنی رفقا و لشکریون کی کہ شور و غوغا و نکال نباح کلاب حواب سی کم نہ تہا میدان کارزار
مین تشریف لائین اور نایرہ حرب و ضرب اشتعال مین آیا اور طرفین سے اکثر صحابہ مقتول ہوئی اور
بندگان خدا کا خون زمین پر جاری ہوا اور اسیطرح جنگ صفین مین صفوف قتل مرتب ہوئی اور بمضمون
ان الحرب قد کلت العرب فرزند اکلۃ الاکباد نی جگر بند رسول مقبول اور زوج بضعۃ الرسول کے
ساتھ معرکہ حرب گرم کیا اور خون صدہا بندگان خدا کا اپنی گردن پر لیا یہانتک کہ بمضمون خبر مخبر صادق
حضرت عمار دست باغیان جفا کار سی شہید ہوئے پس بنا بر مذہب اہل سنت کی چونکہ خلیفہ ثالث
مظلوم اور شہید تہی قاتلان عثمان فاسق اور ظالم ہونگی پس تعجب ہی کہ جناب امیر نی قاتلان عثمان
کو کہ محض ظالم اور فاسق تہی علی مزعومہم اپنی لشکر مین جگہہ دی اور ایسی ناحق کوشون کو سپرد ورثہ
عثمان نکیا اور اونکی طرفداری مین سرگرم رہی یہانتک کہ بدولت اس جانب داری کی محاربہ عظیم
ہوا اور بندگان خدا قتل ہوئی اس امر سی ظاہر ہوتا ہی کہ حضرت امیر خلیفہ ثالث کو قابل قتل جانتی تہے
والا اونکی قاتل کو اپنی لشکر مین کیون جگہہ دیتی اور سپرد وارثان مقتول کے کیون نکرتے اگر حضرات
اہلسنت اس امر پر راضی نہین قسم از رزاق والا کوئی چارہ بجز اسکے نہین کہ حضرت امیر مغلوب تہی اور

بخوف فتنہ و فساد قاتلان سے کچھہ کہہ سکتی تھے اور مجبوری اظہار جانب داری قاتلون عثمان کرتے
تھے پس اس صورت مین اعتراض جو صاحب رسالہ نے ہم پر وارد کیا ہے وہ بہی ظاہر البطلان ہے کما لا یخفی علی
منصف اور اسمقام مین بہر نوع مطلوب شیعہ حاصل ہے اہلسنت کو اختیار ہے خواہ یہ کہین کہ مولوی کل سنّیون و مؤمنین
قاتلون عثمان سے بتقیہ پیش آتی تہی اور خواہ یہ کہین کہ عثمان کو قابل قتل اور کشتنی اور گردن زدنی جانتی
تہی لاکن اگر حیای عثمانی کو دخل دین تو ظاہر ہوگا کہ شق ثانی راجح بلکہ متعین کرنا بہتر ہے اور اسیطرح تطابق
اس تقریر کی بہت ہین کہ ماہر منصف پر مخفی نہین ہمنی برعایت اختصار اسی پر اکتفا کی فتامل بعین
الانصاف **جواب دوم** یہ ہے کہ ہر چند اہلسنت حضرات معصومین کی کچھہ قدر و منزلت نہین جانتے
اور انکو کسی بات مین بہی شمار نہین کرتے اونکو اختیار ہے کہ معصومین کو جس آیت کا چاہین مصداق
فرض کرلین لاکن معاذ اللہ کہ شیعہ اہلبیت ائمہ معصومین کو مصداق ایسی آیتونکا جانتی ہون مصداق
اس آیت کا وہ لوگ ہین کہ جو ضعیف و مستضعف ہون اور تادم مرگ اسطرح رہین اور بالکل اقامت دین
نکرسکین چنانچہ ان الذین توفیہم الملائکۃ ظالمی انفسہم الخ اور کلام ملا محسن علیہ الرحمۃ اسپر ۴۱
دلالت کرتی ہے اور یہ بات ائمہ اہلبیت پر منطبق نہین اسواسطے کہ عنقریب ہم بیان کرچکے ہین کہ ائمہ
معصومین ہمیشہ بیان حکم خدا اور اظہار امر حق مین کہ جسکا بیان اور اظہار انپر موقوف ہو تقیہ حرام ہے
اور جسوقت کہ امر حق ظاہر اور حجت خدا تمام ہوا اور سبیل علم منحصر و ذات با برکات حضرات نہو تو اوسوقت
مین تقیہ جائز ہے اور یہ امر سبب طعن و تشنیع نہین اور یہی طریقہ انبیا و مرسلین بلکہ حضرت خاتم النبیین
کا تہا چنانچہ سابق مین بطور نمونہ کچھہ بیان ہوا پس حضرات معصومین اقامت دین خدا فرماتی تہی اور اظہار
حق کرتے تہی پہر انہین حضرات کو مصداق اس آیت کا قرار دینا کمال بیدینی ہے ان بعد اظہار حق
کے اگر بخوف جان یا فتنہ و فساد و شمنان بے ایمان تقیہ فرماتی تھے تو یہ امر سبب وجوب ہجرت نہین
ہوسکتا جبتک کہ مطلقا اقامت دین اور اظہار حق منتفی اور مفقود نہو آیا صاحب رسالہ نے حال جناب ختم الرسالت
نہین دیکھا کہ باوجود حکم محکم احکم الحاکمین یا ایہا النبی جاہد الکفار والمنافقین جناب سید المرسلین
منافقین سے بخوف بدنامی اور برگشتگی طبائع عوام ناس جہاد بالسیف نہین فرماتی تہی بلکہ اگر کبہی نفاق
بعض اصحاب کا ظاہر ہوجاتا تہا اور صحابہ ظاہری مانند حضرت ثانی لا ثانی کے ارادہ اوسکی قتل کا کرتے تو
آپ فرماتی تہی دعہ یا عمر لا یتحدث الناس ان محمدا یقتل اصحابہ یعنی اسکو چھوڑدی ای عمر

عمر لوگ یہ کہینگے کہ حضرت اپنی اصحاب کو قتل کیئے ڈالتی ہین چنانچہ خبر ذو الخویصرۃ التمیمی مین بہی امر مروی
ہی علی ما فی کتبہم المعتبرۃ اور یہ نہین دیکہا ہی کہ حضرت نی بخوف فتنہ و فساد اسمای منافقین شب عقبہ
کو سب سے مخفی فرمایا اور بجز حذیفہ بن الیمان کی اور کسیکو وہ اسما تعلیم نفرمائی اور اونسی بہی عہد تہا کہ کبہی
ظاہر نکرین اور اونپر زجر و توبیخ نکی پس اسی قبیل سے حالات ائمہ معصومین علیہم السلام بہی ظاہر ہوتی
تہی کما ہو الظاہر اور تعلیم کرنا اسماء منافقین کا حذیفہ کو قریب بحد استفاضہ پہونچا ہی کوئی انکار اسکا کر نہین سکتا
حتی کہ بروایت غزالی و دیگر علمای سنیان ثابت ہی کہ بمضمون مثل مشہور چور کی ڈاڑہی مین تنکا حضرت
عمر اپنی نفاق کا حال اونسی پوچہتی تہی سبحان اللہ ہ یار در پہلو من گرد جہان میگردم + آب در کوزہ
و من تشنہ لبان میگردم + مناسب یہ تہا کہ توسط حذیفہ کو حذف کر کے اپنی رای ناقص او رذہن مختل
کی طرف رجوع لازم جانتی اور اپنی علت نفاق کا حال خود دیکہتی فان الانسان علی نفسہ بصیرۃ
جواب سوم یہی کہ اگر ان سب تقریرونسی ہم قطع نظر کرین تب بہی ہم کہتی ہین کہ حضرات
ائمہ معصومین ہ کو اختیار اور وسعت اور تمکین اور اقامت دین اور ترویج شرع متین حاصل نہی اگر تقیہ او تحرزات
کا نسبت بمخالفین و معاندین تہا تو آخر محبین اور شیعہ مخلصین تو اونکی بحار علم و کمال سی مستفید و مستفیض
ہوتی تہی اور حضرات اونکو معالم دینیہ اور معارف یقینیہ اور مسائل حلال و حرام و صلوات و صیام اور دیگر
شرایع و احکام تعلیم فرماتی تہی اور دقائق عدل و توحید و دیگر اصول دین کے اونکو تبلاتی تہی اور شرائط
امر بالمعروف و نہی عن المنکر ساتہہ اونکی بجالاتی تہی اور رموز قران و حدیث اونپر منکشف کرتی تہے
اور طریقہ استنباط ہر مسئلہ جزئی کا کتاب و سنت سی بیان کرتی تہی اور فرماتی تہی انا ملقی الیکم
الاصول و علیکم بالتفریع اور اسیطرح اکثر اسرار و حکم اونکی صدور مین ودیعت فرماتی تہی اور
اقامت مراسم دینیہ کرتی تہے حتی کہ بدولت اس تعلیم کی آخر جماعہ اصحاب مین فضلا و علماء و فقہا
اور ثقاۃ پیدا ہوئی اور شریعت غرا اور ملت بیضا کا اونمین کمال شیوع اور انتشار ہوا حتی کہ فقط زمان برکت
توامان امام جعفر صادق علیہ السلام مین چار سو مصنف نی خواص اصحاب سی چار سو کتابین مسائل اصول دین
اور جملہ ابواب فقہ مین تصنیف کین اور جو کچہہ کہ خواص اصحاب ائمہ اطہار نی ان مسائل و احکام مین
کتابین تصنیف کین وہ اس عدد مین داخل نہین حتی کہ بنای عمل مذہب شیعہ اونہین چار سو کتابون
پر ہے اور جو کتب معتبرہ کہ مشہور بین الشیعہ ہین وہ انہین سی ماخوذ ہین اب اسی زیادہ اثبات

دینا اور ترویج شرع متین کیا ہوگی پس خواہ مخواہ براہ تعصب و عناد ائمہ امجاد و انحضرات کو مصداق
آیۂ ہجرت کا قرار دینا اور کلام علماء امامیہ سے استشہاد کرنا اور ہجرت کو بنا بر زعم باطل کے انحضرات پر
واجب جاننا اسکا علاج بجز شافی مطلق کی اور کسی کے پاس نہیں ائمہ اظہار فی تو وہ اظہار دین فرمایا
کیا اوسکا اثر اور ظہور علی کر الشہور و مر الدہور باقی ہے ہاں البتہ از بسکہ حضرات معصومین از راہ دنیا کچھ
حشمت و ثروت نہ رکھتی تھی اور امرا و سلاطین اور حکام قضاۃ اور علما و مجتہدین سب کی سب مخالفین
بلکہ خونکی پیاسی تھی اور سینہ انکی بغض و کینہ سی مملو تھی اور یہی لوگ اقطار عرب و عجم میں غالب تھی لہذا
وہ حضرات خوفا علی انفسہم وحفظا لرقاب شیعتہم بعض اوقات میں مخالفین سے تقیہ فرماتے
تھی اور یہ امر مستلزم اسکو ہی کہ یہ خوف جملہ اوقات میں مستوعب ہی اور نہ مورث اس امر کا ہی کہ
محبین اور شیعہ مخلصین سے بھی تقیہ ثابت ہو و من ہہنا ظہر الحق ولاح وانفضح ولا افتضاح
فتامل و تدبر جواب چہارم یہ ہے کہ ابتک صاحب رسالہ باوجود دعوی محبت و ولایت
اولیا و رحمن سر حد ولایت ابواب مدینہ علوم تک نہیں پہونچا اور اسپر کیا موقوف ہے کوئی عربی اور
اعرابی اس قوم کا کعبہ ولای اہلبیت اطیاب اور حریم حرم سنت و کتاب سی مشرف نہیں ہوا یہی
حضرات ائمہ معصومین ہیں کہ جنکی حق میں حقتعالی فرماتا ہے فاسئلوا اہل الذکر ان کنتم لا
تعلمون اور یہی ہیں کہ جنکے حق میں پیغمبر بر حق ارشاد فرماتی ہیں النجوم امان لاہل السماء و اہلبیتی
امان لاہل الارض کما رواہ فی الصواعق اور یہی ہیں کہ جنکے حق میں وارد ہی اہلبیتی کسفینۃ
نوح من رکبہا نجی و من تخلف عنہا غرق و ہوی اگر صاحب رسالہ اہلبیت نبوت کی قدر
و منزلت سی واقف ہوتا اور انکی حالات سی بخوبی ماہر ہوتا تو یہ شبہ باطل کبھی زبان پر نہ لاتا حال
اون برگزیدگان ذو الجلال کا بالاجمال یہ ہے کہ وہ حضرات عالیہ درجات معادن اسرار الہی اور
خزائن علوم رسالت پناہی اور بحر زخار اور دریای ناپیدا کنار تھی ہر مومن و فاسق اور ہر مسلم و منافق
انکی علوم سی بہرہ مند ہوتا تھا اور بقدر اپنی حوصلی کے خوان الوان نعمت بیکران سے ذائقہ اندوزیت
اوٹھاتا تھا حتی کہ بعض کفار محو فصاحت گفتار اور شیرینی تقریر شکر بار ہو کر مشرف باسلام ہوتے تھی اور
حکام جور اور خلفای باطلہ کہ مشہور بخلیفہ رسول و امیر المومنین تھی اور بمضمون الملک عقیم در پئے
قتل و ایذای اہلبیت رہتی تھے بمجبوری مسائل مشکلہ اور قضایای معضلہ میں انحضرات

اونحضرات کیطرف رجوع کرتی تھی اور جو کوئی قسیسین اور احبار اور علمای اہل کتاب سی طالب حق ہوتا
تہا اوسپر دلایل و براہین حقیقت دین مبین کو قایم فرماتی تہے اور جو کوئی علمای کفار اور مخالفین
دین اسلام سی طالب معجزہ ہوتا تہا تو اظہار معجزہ فرماتی تہے اور جو شبہ باطلہ اور حجت فاسدہ
خلاف دین پر ظاہر کرتا تہا اوسکو رد کرتی تہی اور جو کوئی علمای مخالفین سی دعوای علم و مہارت
حدیث و فقہ رکھتا تہا اوسکو عاجز و مبہوت فرماتی تہے چنانچہ معارضۂ حضرت امام محمد تقی علیہ الصلوۃ
والسلام مشہور ہی اور صواعق و دیگر کتب معتبرہ اہلسنت مین وارد ہی حتی کہ مجالس حکام جور مین
اکثر اوقات دلایل حقیت امامت مولای مومنین کو بیان فرماتی تہی اسطرح پر کہ علمای المخالف
کو مثل ابوحنیفہ وغیرہ کی عاجز و مبہوت کرتی تہے کہ حاضرین و سامعین کو بجز قبول کے کوئی
چارۂ اعتراض کا نہ رہتا تہا اور اصحاب ائمہ معصومین علیہم السلام مثل ابوجعفر نقیب اور ہشام بن الحکم
وغیرہما علمای المخالف کو مثل ابوحنیفہ وغیرہ کی عاجز و مبہوت کرتی تہی اور خود ابوحنیفہ وغیرہ
اہلبیت عصمت سی محجوج ہوتی تہے چنانچہ معارضہ امام جعفر صادق علیہ السلام با ابوحنیفہ کتاب
حیوۃ الحیوان مین کہ مصنف اوسکا علمای اہلسنت سی ہے مذکور ہے پس جبکہ ذوات بابرکات
اہلبیت نبوت سی ایسی منافع اور فواید متعلق ہون کہ کوئی علما و فضلاء بلکہ صحابہ و تابعین اہلسنت
سی اس شرکت اور فضیلت مین شریک نہو تو پہر کیونکر وجوب ہجرت کا حکم اونپر کر سکین
بالجملہ یہی ہے کہ اگر ذوات معصومین اون لوگون مین موجود نہوتی تو دین خدا مضمحل اور
اسلام معطل ہو جاتا چنانچہ ماہر اور متتبع کتب شیعہ پر مخفی نہین اور جو اسمین شبہ و شک
رکہتا ہی تو مسہ رجوع کرے طرف کتب امامیہ کی کہ زیادہ اس سے اوسپر واضح ہوگا اور
چونکہ صاحب رسالہ نے اپنی مزعوم باطل مین بنابر اصول اور مسلمات شیعہ کی اعتراض کو وارد
کیا ہی لہذا لازم ہی کہ جواب بہی بنابر اونکی اصول کے ہو اور اگر منصف و بیدار بنظر تامل دیکہے
تو کتب معتبرہ اہلسنت سی بہی شواہد اس مطلب کے ظاہر ہوتی ہین اور معلوم ہوتا ہی کہ
اہلبیت رسول کا اس سے زیادہ مرتبہ ہے جو ہمنی بیان کیا اور صاحب رسالہ اوس سے غافل
ہی کہ اہلبیت کی مرتبہ کو نہین پہچانتا ایسے قدر شناسی اور رتبہ دانی اہلبیت کے سنیون سے
پیرو مرشد خلفای ثلاثہ خوب کرتی تہے کہ جب مصیبت پڑتی تہی تو چار ناچار طرف حیدر کرار کی رجوع

کرتی تہی حتی کہ بشہادت فاضل نیاظر رشید الدین خان ہوی و دیگر معتبرین اہلسنت اکثر بار حضرت عمر نی فرمایا کہ
لولا علی لہلک عمر اور کلام ابن حاجب و بعض شروح کافیہ سی واضح ہوتا ہی کہ جب کسی مسئلہ مشکل مین خلیفہ ثانی
دست بالکم کرتی تہی تو حلال مشکلات کو یاد فرما کر کہتی تہی قضیۃ ولا ابا حسن لہا اور ظاہر ہی کہ بنابر عقیدہ
اہلسنت کے خلفای ثلاثہ لاسیما حضرت ثانی شیخین قطب اسلام اور سبب قوت دین و شریعت خیر الانام ہوتی
اور جبکہ وہ خود جناب امیر کی متعقد ہونیکو سبب اپنی ہلاک کا جانین تو اسلام اور مسلمین تو لا محالا اونکی موجود نہ ہونی
سی خراب و برباد ہونگی اور یہی مطلوب ہمارا ہی کہ اگر اہلبیت معصومین موجود نہوتی تو بنای ایمان منہدم ہوتی
اور کارخانہ اسلام معطل اور خراب ہوجاتا پس ناحق صاحب رسالہ وجوب ہجرت کا بنابر اصول شیعہ کے در پی ہوا
ہی اور اہلبیت پر زبان اعتراض دراز کرتا ہی ع ترسم نرسی بکعبہ ای اعرابی + کین رہ کہ تو میروی بترکستانست
**جواب پنجم** یہ ہی کہ اگر یہ سب امور فرض کرلین اور ان تقریرات سی قطع نظر کرین تب بہی مطلوب
مولف حاصل نہین ہوتا اس واسطی کہ ببداہۃ عقل یہ بات ثابت ہی کہ ہجرت ایک مکان اور موضع سی
طرف اوس مکان کی واقع ہو کہ محل امن و امان اور جای اظہار شعایر ایمان ہو ورنہ ہجرت لغو
اور عبث ہوجاویگی اور فرار عن المطر و الوقوف تحت المیزاب لازم آویگا اور منصفین پر
ظاہر ہے کہ ایسا محل کوئی اوس زمانی مین نظر نہ آتا تہا کہ جہان دست تطاول ظالمان جفا شعار
اور حریفان ہرزہ کار دراز نہو ع بہر کجا کہ رسیدیم آسمان پیداست + حضرت امام حسن علیہ السلام
باوجودیکہ معاویہ غاویہ سی صلح کرچکی تہی اور مدینہ منورہ مین عزلت گزین ہوئی تہی آخر فرزند
آکلۃ الاکباد نی سماسی ساز کرکی بضعۃ البتول کو زہر دیا اور پارہای جگر اوس جناب کی طشت مین گری چنانچہ
یہ ماجرا طشت ازبام افتادہ ہی اور اسیطرح امام موسی کاظم علیہ السلام پابند سلسلہ صبر و رضا ہو کر مانند
ہارون وصی موسی علی نبینا و علیہ السلام کی بخوف سامری طبعان امت مدینہ منورہ مین خانہ نشین ہوئی
تہی اور اپنی جد مطہر کے تربت منور پر معتکف ہوی تہی آخر ظالمان ستم پیشہ نی وہان بہی رہنی نہ دیا
اور تمام عمر محبوس رکہا گیا اور اسیطرح امام جعفر صادق علیہ السلام اپنی گہر کو محل امان جان کر گوشہ
نشین ہوئی تہی آخر بسعایت بعض مخالفین حاکم جابر منصور دوانقی نے طلب کیا اور کہا کہ تمنی
برہمی امور خلافت کی واسطی لشکر آراستہ کیا الغرض اوس زمانہ مین حضرات ائمہ کی واسطی اکناف عرب و عجم
بلکہ اقطار عالم مین کوئی محل امان نہ تہا اور اسیطرح اونکی شیعوں کی واسطی بلکہ حضرات اپنی شیعوں کیلیے

شیعون کی اسپر در محل حفظ تھی پس حکم بوجوب ہجرت اون حضرات پر مختص ہی ہی اب اسمقام
سی جملہ اقوال صاحب رسالہ کہ متعلق اس وجہ سی ہین خود باطل و مضمحل ہو گئی کوئی حاجت اونکی
ابطال کی باقی نہین رہی والحمد للہ اگرچہ جواب اس شبہہ مزخرفہ کی بہت وجہو نسی ممکن ہین لاکن
بسبب تیمن و تبرک باسماء خمسہ آل عبا وجوہ خمسہ پر اکتفا کی گئی ربنا افتح بیننا و بین
قومنا بالحق وانت خیر الفاتحین **قال صاحب الرسالہ** تیسرے یہ کہ فقط ایمہ کو
خوف جان اعدای دین سے نہین ہوا بلکہ سب پیغمبرون کو خوف قتل رہا اور بہتیرے
اونمین سی قتل بھی ہوی چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہی و یقتلون النبیین بغیر الحق اب یہ
فرمائی کہ کس نے اپنی جان کے ڈر سی کافرون اور منافقون کی تعریف فرمائی یا اونکی آئین کی موافق
خلق اللہ کو راہ دکھلائی کہ جسکو ہم قیاس کرین کہ یہ فعل ایمہ کا موافق فعل انبیا علیہم السلام کی ہے
اور جب اسطرح کی بات نبی سے خصوصا آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ سی شیعہ سنی کی کتابون مین
ثابت نہین تو نسبت تقیہ کی ایمہ پر ایسے حدیثون مین بمعنی ہے **اقول و بہ نستعین**
تعجب ہے کہ ابھی وجہ اول مین صاحب رسالہ نی اعتراف کیا تھا کہ نبی و امام کسی سے نہین
ڈرتے اور اسمقام مین خود معترف ہی کہ سب پیغمبرون کو خوف قتل رہا اور یہ تناقض صریح ہے
بالجملہ یہ وجہ بھی ناموجہ ہے اور بعید از صدق و صواب جواب اسکا ہی چند وجہ سی ممکن ہی مگر
برعایت اختصار دو وجہ پر اکتفا کی جاتی ہے **وجہ اول** یہ ہی کہ اگر یہ اعتراض صحیح
ہو تو صاحب تحفہ اور خرابی اونکی پر بھی وارد ہو گا اونہون نی بھی جناب امیر کی حق مین
وہی امر تجویز فرمایا ہی جو شیعہ ایمہ معصومین کی حق مین تجویز کرتے ہین چنانچہ بکرر مذکور
ہوا پس بنابر زعم مولف رسالہ کے کہہ سکتی ہین کہ فقط جناب امیر کو خوف جان نہین
ہوا بلکہ اور پیغمبرونکو بھی خوف قتل رہا الی آخر ما قال فی تتمیم الاستدلال **وجہ دوم**
یہ ہی کہ ابتک صاحب رسالہ کو احوال انبیا و مرسلین سے اطلاع اور آگاہی حاصل نہین اور اصول
علمای مذہب سی خبر نہین کہ آخر انہون نی مجبور ہو کر نسبت تقیہ کے طرف انبیاء
معصومین کے دی ہے اور جامعین صحاح ستہ ہی بھی اس مضمون کی حدیثین اپنی کتابون
مین نقل کی ہین چنانچہ ماجرای حضرت ابراہیم خلیل الرحمن کو مسلم نی اپنی صحیح مین مسلم کہا ہے

اور یون نقل کیا ہی عن ابی ہریرہ ان رسول اللہ ؐ قال لم یکذب ابراھیم
النبی قط الا ثلث کذبات ثنتین فی ذات اللہ قوله وانی سقیم وقوله بل
فعله کبیرہم ھذا فاسئلوھم ان کانوا ینطقون وواحدۃ فی شان سارۃ فانہ قدم
ارض جبار ومعه سارۃ وکانت احسن الناس فقال لہا ان ھذا الجبار ان
علم انک امرأتی یغلبنی علیک فان سئلک فاخبریه انک اختی فی الاسلام
فانی لا اعلم فی الارض مسلما غیری وغیرک خلاصہ معنی یہ ہی کہ جناب رسالتمآب
نی فرمایا کہ حضرت ابراہیم نے کذب نہیں فرمایا مگر تین بار دو بار ذات خدا مین کہ فرمایا انی سقیم
اور بل فعله کبیرہم ھذا اور ایکبار شان سارہ مین کہ حضرت ملک پادشاہ جابر مین وارد
ہوئی اور حضرت سارہ سی فرمایا اگر بادشاہ کو علم اسکا ہوگا کہ تم میری زوجہ ہو تو مجھ پر غالب
ہوجائیگا پس اگر تمسی پوچھی یہ کہنا کہ تم میری خواہر ہو اسلام مین کہ مین بجز تمہاری اور
اپنی روی زمین پر مسلمان نہین دیکھتا ہون اکثر علمای اہلسنت نی کلمات ابراہیم کو محمول
تقیہ پر کیا ہی چنانچہ ملاحظہ کتب اہلسنت سی واضح ہوتا ہی اور صاحب تحفہ نی بھی تسلیم کیا
ہے کہ حضرت ابراھیم نی بخوف حاکم وقت از روے توریہ سارہ کو خواہر فرمایا اور
منصفین پر ظاہر ہے توریہ بھی ایک قسم تقیہ کی ہے کہ وقت خوف مین استعمال
کرتی ہین ہو واسطی کہ توریہ مین اخفا اپنے مقصود کا اور اظہار اوس کلام کا جو
خلاف مقصود ہے لازم ہے اور یہی معنی تقیہ کے ہین کما لا یخفی بلکہ شارح شفا نے
قاضی عیاض نے مانند صاحب تحفہ کے اس قول کے تاویل مین لکھا ہے
قال تقیة خشیته او یقتله لو قال انها زوجتی انتھی اس قول
سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت ابراہیم نے تقیہ فرمایا اب شافی مطلق سی دعا یہ ہے
کہ کلام شارح شفا کا بزرگان مشایخ اہل سنت کی واسطی سبب اخراج سواد تعصب و عناد
ہو اور ازالہ مرض علت کا اونسی کری فانه کلام یشفی العلیل ویروی الغلیل اور واضح ہو
کہ امام نواوی نی تاویل حدیث صحیح مسلم مین بیان کیا ہی الوجه الثانی انہ لو کان کذبا
لا توریة فیہما لکان جایزا فی دفع الظالمین وقد اتفق الفقہاء علی انه لو جاء ظالم

ظالم بطلب ودیعة الانسان لیاخذها غصبا وسأل عن ذالک وجب علی من علمه ذالک
اخفائه وانکار العلم به وهذا الکذب جایز بل واجب لکونه فی دفع الظلم عنه
فنبه النبی صلی الله علیه وآله علی ان هذه الکذبات لیست داخلة فی مطلق الکذب
المذموم انتهی محصل اس کلام کا یہ ہے کہ اگر یہ کلمات ابراہیمیہ توریہ پر بہے محمول نہوں تب ہی جایز ہے
۲ انطاق ہم واسطی دفع ظالمین کے اور فقہائی نے کہا ہے کہ اگر کوئی ظالم کسی آدمی کو واسطی قتل کے طلب کرے یا کسی مال کو
واسطی غصب کرنیکی مانگے تو اوس پر کہ جو واقف حال ہو اخفا اوسکا اور انکار علم واجب ہی اور یہ کذب جایز بر
بلکہ واجب ہے پس حضرت نے تنبیہ اس امر پر کی کہ یہہ کذبات کذب مذموم اور منہی عنہ مین داخل نہین اس
کلام سے دو امر مستنبط ہوئے **اول** تجویز توریہ بلکہ تجویز کذب نظر بمصلحت وقت اور دفع ظالمین حضرت
ابراہیم پر اور یہے معنی تقیہ کے ہین **دوسرے** استدلال عموم جواز کذب سے بر وقت خوف اور بر
احوال انبیا کی بدون استثناء انبیاء و مرسلین وتخصیص جواز بلکہ وجوب کذب بمومنین اور یہی امر آیات
قرآنی سے سابق مین ہمنے بیان کیا ہے کہ عموم آیات جواز تقیہ شامل افراد انبیاء ومعصومین ہے تخصیص
۴۹ مومنین کی اوسمین نہین ومن ادعی فعلیه البیان اور باعتراف قاضی بیضاوی حضرت موسی بہی قوم
فرعونین تقیہ بسر کرتی تہے چنانچہ تفسیر آیہ وفعلت فعلتک التی فعلت وانت من الکافرین
مین لکہا ہی فانه علیه السلام کان یعائشهم بالتقیة انتهی اور کلام حضرت عیسی علی نبینا وعلیه السلام
کو تفسیر بیضاوی سے سابق مین بیان ہوا اوسکی وسطاوامش جانبا ہی دلالت جواز تقیہ پر کہتا ہے
اور عموم اوسکا مانند عموم آیات جواز تقیہ شامل جملہ افراد ہے بلکہ مؤید اس امر کا ہی کہ یہ فعل معمول بہ
اوس جناب کا تہا کما لا یخفی اور حال پیغمبر ذو الجلال جناب خاتم المرسلین کا مثل آفتاب کی عیان ہے کہ حضرت
ابتدای امر مین مخفی دعوت فرماتی تہی اور اعلان نکرتی تہی اور یہ امر نہ تہا مگر بسبب خوف کفار اشرار و
فقدان اعوان وانصار وهذا عین التقیه اور یہ امر اخفای دعوت کا ماہرین سیر واخبار رسول مختار
پر مخفی نہین اکثر علمای اہل خلاف نے اس امر پر اتفاق کیا ہے چنانچہ فاضل فضول فضل بن روزبہان
شافعی نے اپنی کتاب باطل مین در بیان فضائل یار غار لکہا ہے کہ جب وہ داخل جماعۂ مسلمین ہوئے
تو جناب نبی سے آپ سی اظہار امر دعوت مین اصرار بلیغ کیا اور حضرت نے نظر بمصلحت وقت اور ضعف
مسلمین انکار فرمایا اور جب اصرار مرتبہ اقصی کو پہونچا تو حضرت نواحی مسجد مین ظاہر ہوئی اور یار ملولی

خلفہ آغاز کیا اور انجام اسکا دیہ ہوا کہ برابر اسیر بلا و ابتلا میں مبتلا ہوئی ٥ برسر فرزند آدم ہر چہ آید بگذرد +
اور یہ ماجرا ملا معین نے معارج النبوۃ میں بھی نقل کیا ہے پس اب تو ملا معین کا کلام بھی اس مطلوب میں
معین ہے بہر کیف وجہ یہی کہ حضرات مخالفین شریعۃ عمل کو اپنے ہاتھ سے دیتی ہیں اور یہی فاضل مذکور نے
کتاب مذکور میں لکھا ہے کہ ابتدای زمان بعثت میں کفار مسلمین پر غالب ہوئے اور اہل اسلام ضعیف ہوا
اور حضرت بخوف سطوت کفار بیت ارقم میں مخفی ہوئی یہ کلام بھی صریح ہی کہ حضرت بخوف کفار بیت
ارقم میں مخفی ہوئی اور اظہار شعائر اسلام نہ کر سکے وہذا عین التقیہ اور اسیطرح صاحب مواہب لدنیہ نے
نقل کی ہی کہ حضرت ابتدای امر میں اخفاء دعوت کفار سے کرتے ہی تا انکہ آیہ فاصدع بما تؤمر واعرض
عن المشرکین نازل ہوئی وہذا کلامہ قال ابو عبیدۃ بن عبد اللہ بن مسعود ومازال النبی
مستخفیا حتی نزلت فاصدع بما تؤمر فخرج هو واصحابه وقال الرازی فی تفسیر الکبیر
قالوا ومازال النبی مستخفیا حتی نزلت هذه الآیۃ اور بعض علمای اعلام و فضلای کرام نے
کتاب تاریخ خمیس سے نقل کی ہی کہ اسلام نے درمیان زینب اور ابو العاص کے جدائی کردی تھی لاکن جناب
رسالتماب مغلوب تھی اور کچھ نہ کر سکتی تھے وهذه عبارته عن عائشة قالت کان الاسلام فرق ۵۰
بین زینب و ابی العاص الا ان رسول اللہ لا یقدر ان یفرق بینهما وکان مغلوبا بمکة انتهی
اس روایت سی صاف ظاہر ہی کہ جناب ختمی مآب باوجود نزول حکم حرمت نکاح کا زنا مومنہ سے ابو قدرت
نرکھتی تھی کہ زینب کو ابو العاص سے جدا کرلیں اور اس امر میں مضطر ہی اور یہی معنی تقیہ کے ہیں اس
روایت کو بنظر غور تامل کرنا چاہی کہ بہت سی مفاخر اہلسنت کے باطل ہوئی جاتی ہیں تنبیہ اور مخفی
نرہے کہ اول دلائل اور عمدہ شواہد اس مطلوب میں آیہ یا ایها الرسول بلغ ما انزل الیک من
ربک وان لم تفعل فما بلغت رسالته والله یعصمك من الناس ہے اور یہی آیت واسطے
دفع اوہام واہام اور علاج سوداے خام کی کافی ہے اسواسطے کہ اس آیت سی صاف ظاہر ہی کہ حضرت
بعض امور کی تبلیغ میں تامل فرماتی تھے اور خوف منافقین اور کفار معاندین کا کرتے تھی چنانچہ
تاکید اور تهدید اور وعدہ عصمت شرور ناس سی اسپر دلالت کرتا ہے اور اگر یہ امر جیسا کہ آیہ
شریفہ سی ظاہر ہوتا ہی مراد نہو تو تاکید و تهدید اور وعدہ عصمت نعوذ باللہ منہ لغو و بیکار ہونگا
وھو لا یجوز علی الحکیم اور مفسرین اہلسنت نی بھی تفسیر آیہ کریمہ میں اسطرح کے اقوال نقل کئی ہیں کہ

کہ حق پر آیۂ کریمہ دلالت کرتا ہی چنانچہ فخر الدین رازی نے کہ امام جلیل کبیر اہلسنت ہی اسی آیت کی تفسیر
مین لکھا ہے روی الحسن ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال ان اللہ بعثنی برسالۃ فضقت
بہا ذرعا وعرفت ان الناس یکذبوننی والیہود والنصاری وقریش قوی فلما انزل اللہ
ہذہ الآیۃ زال الخوف بالکلیۃ وروی ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ کان ایام اقامتہ بمکۃ
یجاہر ببعض القرآن ویخفی بعضہ اشفاقا علی نفسہ من تسرع المشرکین الیہ والی الصحابۃ
فلما اعز اللہ الاسلام وایدہ بالمومنین قال لہ یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک
من ربک انتہی المطلوب یعنی حسن نے روایت کی ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ حقتعالی نے مجھکو مبعوث
برسالت کیا پس مین نہایت تنگ ہوا اور جانتا تہا کہ لوگ میری تکذیب کرینگے اور یہود ونصاری
اور قریش قوی ہین پس جبکہ خدا نے یہ آیت نازل فرمائی تو خوف بالکلیہ زایل ہوگیا اور مروی
ہی کہ جناب رسالتمآب جب مکہ مین رونق افروز تہی تو حضرت بعض قرآن کو مخفی و پوشیدہ کرتی تہی
اور ڈرتے تہی کہ مشرکین آنحضرت پر اور صحابہ پر غالب نہون اور دوڑ نہ پڑین اور جبکہ خدا نے اسلام کو قوی کیا
اور مسلمین سے حضرت کی تائید کی تو حکم فرمایا یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک اس کلام سے
جو کبیر اہلسنت نے بیان کیا ہی ظاہر ہوا ہی کہ حضرت کفار اور مخالفین سے بہی خائف تہی اور بخوف ایذا
رسانی بعض قرآن کو مخفی کرتی تہی اب منصفین بیان کرین اگر یہ تقیہ نہین ہے تو پہر اور کیا ہی اور جبکہ
یہ اخفا اور تقیہ اور خوف جناب رسالتمآب کی حق مین جایز ہوا اور کسطرح خفیان نبوت مین خلل واقع نہو
تو پہر ایمہ معصومین بدرجہ اولی مجبور اور معذور ہونگی اسواسطی کہ وہ حضرات بہی مانند جناب ختم المرسلین
کی جبکہ منافقین امت کی ہاتہ سے خوف مکروہ اور اذیت رکہتی تہے تو تقیہ فرماتی تہی اور جبکہ خوف
مرتفع ہوجاتا تہا تب تقیہ نفرماتی تہے اور یہی عقیدہ شیعہ ہی قال بعد اسکی فخر رازی نے تفسیر جملہ
وان لم تفعل فما بلغت رسالتہ کہ اسی آیت مین واقع ہی بیان کی ہے اور بعد اوسکی کہا ہے
کہ مفسرین نے سبب نزول آیہ مین کئی وجہین بیان کے ہین اور اون وجہون کو لکہا ہی حتی قال
التاسع کان یہاب قریشا والیہود والنصاری فازال اللہ عن قلبہ تلک الہیبۃ بہذہ
الآیۃ یعنی جناب رسالتمآب کفار قریش اور یہود ونصاری سی ہیبت رکہتی تہی پس خدا نے اس
آیت سی اوس ہیبت کو زائل فرمایا اسوجہ سی بہی ظاہر ہے کہ حضرت کفار قریش وغیرہم سی خایف

تھی اور محض ہیبت نہ تھی بلکہ اونکی خوف سے بعض اوقات میں تقیہ بھی فرماتی تھے اور بیان حکم خدا کو اوقات
دیگر پر محمول رکھتی تھی الا تاکید و تہدید تبلیغ رسالت لغو ہو جائیگے کما مر مکررا ثم قال العاشر نزلت
هذه الآية في فضل علي رضوان الله عليه ولما نزلت هذه الآية أخذ بيده وقال من كنت
مولاه فعلي مولاه اللهم وال من والاه وعاد من عاداه فلقيه عمر فقال هنيئا لك يا ابن
ابيطالب اصبحت مولاي ومولى كل مؤمن ومؤمنة وهو قول ابن عباس والبراء بن عازب
ومحمد بن علي انتهى یعنی یہ آیت نازل ہوئی فضل علی بن ابیطالب علیہ السلام میں اور جس گاہ یہ آیت نازل
ہوئی تو حضرت نے دست ید اللہ کو تھاما اور فرمایا کہ جسکا میں مولا ہوں اسکے علی مولا اوسکا ہی بارخدایا
دوست رکھہ اوسکو جو دوست رکھی علی کو اور دشمن رکھہ اوسکو جو دشمن رکھی علی کو پس عمر نی اوس
جناب سے ملاقات کی اور کہا مبارک ہو تمکو ای فرزند ابو طالب ہوئی تم مولی میری اور مولی ہر مومن و
مومنہ کی اور یہ قول ابن عباس اور براء بن عازب اور امام محمد باقر کا ہی **اقول** ہر چند مکر و غدر انکا
بہت کبیر ہے لاکن اجرای غدیر میں کوئی مکر و غدر پیش نہ گیا اور آخر کو یہ تفسیر آیہ کریمہ طرف امام
محمد باقر علیہ السلام کی کہ عمدہ اہلبیت نبی عظیم الشان سے ہیں کتاب کریم میں منسوب کردی اور اگر ۵۲
امام محمد باقر علیہ السلام کی یعنی درجہ اہلبیت کا سنیوں کی نزدیک ثابت نہو تو لا اقل اتنا تو ہی کہ باعتراف
صاحب صواعق وہ امام معصوم تابعی جلیل القدر ہیں قول اونکا اقوال علمای اہل نحلہ سے بدرجہ
اولی افضل و اعلی ہے الحق مکر و غدر صاحب تفسیر کبیر کا حدیث غدیر میں کیونکر پیش جائی حالانکہ خود
رئیس ماہرین خائنین بلکہ کبیر المغضبین بکمال خندہ پیشانی و گریہ شادمانی ارشاد فرماتی تھی هنيئا
لك يا ابن ابيطالب اصبحت مولاي ومولى كل مؤمن ومؤمنة پس جبکہ خود حضرت خلیفہ ثانی
ایسا کلمہ فرماویں تو اونکی اخلاف کو کب جای انکار باقی رہیگے بالجملہ ماہرین اسالیب کلام پر یہ امر وضوح
تمام رکھتا ہے کہ تاکید و تہدید جو آیہ کریمہ سے مفہوم ہوتی ہے مرتبہ عظمی اور درجہ قصوی پر واقع ہے
اور نہیں ہے مگر کسی امر عظیم میں اور وہ امر عظیم نہیں ہے مگر تعیین خلیفہ و امام کہ جسکی ترک سے ترک
رسالت لازم آتا ہے اسواسطی کہ امام مانند نبی کے حافظ شریعت او جانشین مسند نبی امت اور واقف
حلال و حرام امت ناسخ و منسوخ و مطلق و مقید و خاص و عام ہوتا ہی اور ہر شخص کو لیاقت اوسکی
فہم کی نہیں پس اگر امام معین نہو تو فایدہ تبلیغ کا یعنی حاصل نہیں ہوتا بلکہ تبلیغ بمنزلہ عدم

عدم تبلیغ ہو جاتی ہے کما لا یخفے علی من لہ طبع سلیم اور اس جگہ سی ظاہر ہوا کہ یہ تفسیر جو امام معصوم
سی مروی ہے حق و صواب ہی اور اس تفسیر سی حق اپنی مرکز پر قرار پاتا ہی اور یہی ظاہر ہوتا ہے
کہ مقصود احکم الحاکمین اور مطلوب خاتم النبیین اس تاکید و تہدید اور اہتمام سی فقط اظہار محبت علی بن
ابیطالب نہیں بلکہ بیان امامت و خلافت اوس جناب کا ہی اسواسطی کہ یہ امر جزئے ہے قبل نزول
اس آیت کی ہے ثابت تہا اور آیات کثیرہ مانند آیہ انما المؤمنون اخوۃ اور آیہ المؤمنون
بعضہم اولیاء بعض اور دیگر آیات سی یہ امر واضح تہا کچہہ حاجت ایسے تاکید و تہدید کی نہ تہی اور اہتمام
جناب خیر الانام کا اس امر مین موئید ہماری مطلوب کا ہے کہ اس روایت سی ظاہر ہے کہ جب
یہ آیت نازل ہوئی تو حضرت نی اوسیوقت دست زبردست علی بن ابیطالب کو تہاما اور فرمایا
من کنت مولاہ فعلی مولاہ یہ عنوان تقریر صاف نص ہے ہماری مطلوب پر اور نزول اس
آیت کا مقام خم غدیر میں ہے اور حال اوس مقام کا معلوم ہی کہ ہرگز محل نزول قافلہ اور ایسے اہتمام
شدید کا نہیں سیما ایسی وقت گرم مین اور ایسے صحرای خاردار مین کہ آخر بسبب تمازت آفتاب لوگون
۵۳ نی چادرین اپنی پاؤن مین باندہے اور جو لوگ کہ آگی بڑہ گئی تہی وہ بلالی گئے اور حضرت نی پہلی اقرار
اپنی آقا اور حاکم ہونیکا لیا پہر آقا اور حاکم ہونا علی بن ابیطالب کا ظاہر فرمایا اور سب سی بیعت لی
یہ سب امور دلالت کرتی ہین کہ مقصود اور مطلوب خدا اور رسول کا تبلیغ امامت و خلافت مولا امیر
مومنین ہے مجمل یہہ تہا اور مفصل یہ سب باتین کتب مطولہ علمای اعلام مین منقول ہے من شاء فلیرجع
الیہا جب یہ امر ثابت ہوا تو ہم کہتی ہین کہ بیشک اس آیت اور اس تفسیر معصومی سے ثابت ہوتا ہے
کہ جناب خاتم المرسلین اظہار ولایت مولی المومنین بحیثیتیکہ نص جلی اور برہان قاطع ہو جائی اور جای
کلام اور مقام تشکیک اوسمین باقی نہ رہے بخوف منافقین و معاندین و دشمنان دین کر سکتی تہے
اور جانب خدا سی اس اظہار کی محکوم تہی حتی کہ جناب رب العزۃ نی اس اظہار پر تاکید و تہدید تبلیغ
فرمائی اور وعدہ عصمت و حفظ شر اعدای دین سے کیا بلکہ تفسیر در منثور سیوطی سے ظاہر ہوتا ہے
کہ آیہ کریمہ یون نازل ہوا ہے یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک ان علیا
مولی المؤمنین پس اب یہانسے ظاہر ہوا کہ جناب رسالتمآب بخوف معاندین خانہ خراب اظہار
حکم رب الارباب مین تامل فرماتی تہی اور اوسکی اظہار کو محول وقت رفع خوف پر کرتے تہی اور یہی

معنی تقیہ کے ہین اور انہین معنونسی امامیہ انبیا پر تقیہ جائز جانتی ہین والحمد للہ علی وضوح الحجۃ اور
اسمقام سے ظاہر ہوا کہ تقیہ کرنا انبیا و مرسلین کا اور خاتم النبیین کا بعض اوقات مین ثابت اور
متحقق ہے کسیطرح جای کلام نہین پس حال حضرات معصومین کا بھی مثل حال انبیا و معصومین کے ہوویگا
وہو الحق اور صاحب سالہ نی جو آیہ ویقتلون النبیین بغیر الحق کو ذکر کیا ہے کسیطرح مضر
ہماری نہین اسواسطے کہ یہ ہم کب کہتے ہین کہ انبیا و مرسلین ہر حال مین تقیہ فرماتی تہی بلکہ تقیہ اونکا
اور ائمہ معصومین کا بعد اظہار حق اور وضوح حجت کی تہا اور قبل اظہار حق کی تقیہ نہ تہا خواہ خوف ہو
خواہ نہو پس حضرات انبیای معصومین بدولت اس اظہار حق کے قتل ہوتی تہی وہذا ہو الحق
فلا تکن من الغافلین والحمد للہ رب العالمین **قال صاحب الرسالہ**
ہو تہی یہ کہ اماموں کا ہونا واسطے ہدایت و رہنمائی گمراہونکی ہے پہر جب ائمہ ظالمونکی ڈرسی خلاف
دینونکی طریقہ کی دین کے دشمنوں کی تعریف کرین اور حق بات کو چھپائین تو ہدایت کیسی یہ تو نعوذ
باللہ منہا گمراہ کرنا خلق کا ہے اسواسطے کہ جن لوگونکی سامنی حدیثین فرمائین اور اون لوگون نے
حق سمجھکر اوسپر عمل کیا پہر گمراہی مین اون لوگون کی کیا باقی رہا اور حالانکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ ٥٧
وآلہ نے فرمایا ہی کہ اگر تم میرے اہلبیت اور قرآن کو پکڑو گی یعنی اونکی حکم کے موافق کرو گی تو گمراہ
نہ ہو گی میرے بعد ہرگز پس اس صورت مین امامیہ کو چاہئی کہ ائمہ کے ایسے حدیثونکو تقیہ سے بچائین ورنہ اون
حدیث کو جہوٹ جانین **اقول وبہ نستعین** یہ شبہہ بھی مانند اور شبہونکی باطل ہے اور جواب
اسکا تقریرات سابقہ سی واضح ہی اسواسطے کہ ہم سابق مین بیان کر چکی ہین کہ انبیا و مرسلین اور
ائمہ معصومین تقیہ فرماتی تہی مگر جبکہ اظہار حق کر لیتی تہے اور حق مثل آفتاب کی روشن ہو جاتا
اور اوس امر مین دلیل قاطع اور برہان ساطع موجود ہوتی تہے یا بیان اوسکا اون حضرات پر موقوف
نہوتا تہا پس ایسے امرین اگر تقیہ فرماتی تہی تو اوسمین احتمال گمراہی خلق نہوتا تہا اور بعض اوقات مین
اگر تقیہ بہی فرماتی تہے تو اسطرح پر تہا کہ مثلا کلام ذو المعانی ارشاد کرتے تہی اور اوس کلام مین اطراف
وجوانب ہوتی تہی جیسا کہ انبیا علیہم السلام سی مروی ہی اور چونکہ وہ حضرت نفوس قدسیہ و عقول زاکیہ
رکہتی تہی لہذا یہ امر اون پر سہل اور آسان تہا پس اگر کوئی اون حضرات کی کلام کو نہ سمجہی اور خود ورطہ ضلالت
مین گرفتار ہو اور باوجود ظہور حق کے پہر تنبیہ حاصل نکرے تو ائمہ کا کیا قصور ہے اور یہ خوش فہمی

خوش فہمی صاحب رسالہ کی ہے کہ حضرات معصومین پر ایسے شبہات فاسدہ کو وارد کرتا ہی ورنہ
تتبع احوال سلف سی معلوم ہوتا ہے کہ ہرگز وہ لوگ حضرات معصومین سی ایمن نہ تھی اور اونکو
مثل اپنے معتقد فضائل و کمالات شیخین نجانتی تہے بلکہ ہمیشہ خلش اور پرخاش اونسی رکھتے
تھی اور ہمیشہ اونکی استیصال مین سعی و کوشش کرتے تھی بلکہ سرگرم رہتی تھی چنانچہ حالات
معاویہ علویہ با امیر المؤمنین و امام حسن علیہما السلام اور جنگ و حروب اوسکی اس امر پر گواہی رکھتی
ہین اور باعتراف فاضل ابن ابی الحدید معتزلی یہ امر ثابت ہی کہ معاویہ کی جناب امیرؑ کو جو نامہ لکھا
تہا اوسمین مرقوم تہا کہ تمنی خلافت خلفا مین حسد کیا اور تم ہمیشہ درپی منازعت اونسے رہے و کنت
تقاد کما یقاد الجمل المخشوش اور اسیطرح حسنی اور معصومین کا یہی حال ہے کہ باوجود اس تقیہ
کے پہر بہی کیسے دست معاندین سے نجات نپائی حتی کہ ماہرین اخبار و سیر پر واضح ہے کہ ائمہ معصومین
اکثر زہر دغا اور ستم جفا سے شہید ہوئی اور آخر بعد وفات معصومین کی بہی ظلم سے باز نہ آئی حتی
کہ متوکل عباسی نی علی ما فی تاریخ الخلفاء و غیرہ ارادہ کیا تہا کہ قبر فرزند رسولؐ مظلوم کربلا کی سیلاب
سی خراب ہوجائی پس اگر حضرات بسبب اس تقیہ کی جو محض واسطی دفع الوقتی کے عمل مین لاتے ۵۵
تہی اونہین مین داخل ہوتی اور وہ لوگ مثل اپنی معصومین کو جانتی تو پہر کاہیکو اونسی اسقدر خلش
اور عداوت رکھتی اور ہمیشہ اہلبیتؑ کی درپی آزار ہوتی پس اب ظاہر ہوا کہ ہرگز ان لوگون پر حال
معصومین کا مخفی نتہا بلکہ جانتی تہی کہ یہ حضرات مدعی امامت و خلافت ہین اور بجز اپنی کسیکو خلیفہ
و امام نہین جانتی ہین اور تقیہ او نحضرات کا نتہا مگر محض واسطی تالیف قلوب و دفع الوقتی و حفظ
شر ظالمان ستم پیشہ کی پس شبہہ صاحب رسالہ کا اس تقریر سے مندفع ہوگیا فتامل علاوہ اسکی بار ہا مذکور
ہوا کہ اسطرح کے شبہی خود صاحب رسالہ اور اہل نحلہ اوسکی پر بہی وارد ہوتی ہین اور یہ دلیل اونپر منقلب
ہوئی جاتی ہے اس واسطے کہ حضرت امیر نی قاتلان عثمان کو اپنی لشکر مین پناہ دی اور اونکی حمایت
مین جنگ و جدال کی نوبت پہونچی حتی کہ طرفین سے بندگان خدا مقتول ہوئی اور اونکی سامنی عثمان کی
مذمت ارشاد فرمائی یہ سب باتین دلالت اسپر کرتے ہین کہ حضرت امیر عثمان کو قابل قتل جانتی تھے
اگر ان باتون کو سنی تصدیق کرلین اور برحق جانین فہو المطلوب اور اگر محمول توریہ اور تقیہ پر
کرین کما فصلہ علمائہم تو وہی اعتراض جو صاحب رسالہ ہم پر کرتا ہے اونپر بہی وارد ہوگا ہکذا

گمراہ ہونگا ہونا واسطی ہدایت اور رہنمائی کا ہونکی ہے پھر جب جناب امیر سا امام عادل ظالمونکی ڈر سے
خلاف نبیونکی طریقہ کے دینکی خلیفہ کے مذمت کرین اور اوسکی ظالمون کی حمایت مین لشکر آراستہ کرین
تو ہدایت کیسی یہ تو نعوذ باللہ منہا گمراہ کرنا خلق کا ہے الی آخر ما قال اور اسیطرح چونکہ توریہ اور تعریض
انبیا سے بھی جائز جانتی ہین اونپر بھی یہ شبہ وارد ہوگا فما ہو جوابہ عن ذلک المقال فہو جوابنا عن
ہذا الاستدلال بلکہ اگر بنظر غور و تامل ملاحظہ کیجئے تو یہ اعتراض واہی مانند مغالطہ عامۃ الورود جملہ افراد
علماے اہلسنت پر وارد ہی اسواسطی کہ سابق مین کلام محققین اہلسنت سی واضح ہوا کہ تقیہ اصل شرع
مین مباح ہے بلکہ خود امام اعظم توم تقیہ کرتے تہی اور بخوف مخالفین پوشیدہ فتوی بوجوب نصرت
زید شہید دیتی تہی اور کلام علماسی فتوی بجواز تقیہ بھی سابق مین مذکور ہوا پس جبکہ علماے مذاہب
مرتکب تقیہ ہوی اور بخوف ظالمین اظہار حق نکر سکے اور پوشیدہ فتوی وجوب جہاد کا اور
نصرت زید شہید کا دیا اور ظاہر مین یا خلاف اسکی کہا یا ترغیب اور تحریص بلکہ آمادگی جہاد سے
سکوت اختیار کیا تو بڑا فتور دین مین واقع ہوا اسواسطی کہ علما کا ہونا واسطی ترویج دین اور بیان
واظہار حکم خدا کے اور ہدایت عوام کی ہے اور جبکہ خود اونہون نے ظالمون کے ڈر سی خلاف انبیا کے ۵۶
طریقہ کی اخفاے حق یا اظہار خلاف حق کیا تو ہدایت کیسی یہ تو نعوذ باللہ منہا گمراہ کرنا خلق کا ہے
آیا صاحب رسالہ نہین دیکہتا کہ فرایض شریفی وغیرہ مین مذکور ہے کہ ابن عباس کہ بڑی عالم صحابہ کی تہے
بخوف و ہیبت عمر حیات عمر مین انکار مسئلہ عول کا نہین کیا اور بعد موت عمر کے انکار شدید کیا حتی کہ
نسبت عول کے ساتھ مباہلہ کرنیکو موجود تہی اور اسیطرح جلال الدین سیوطی نی تاریخ الخلفا مین
اور اور لوگون نے اور کتابون مین لکھا ہے کہ مامون رشید نی علما کو جمع کیا کہ اونمین واقدی
بھی تہا اور مسئلہ خلق قران مین اونکا امتحان کیا پس علمانی اوسکو بتقیہ جواب دیا حیرت ہی کہ جب
لوگون کی سامنی اونہون نے ایسی باتین کین اور فتوی دی اور اون لوگون نے حق سمجھکر اوسپر
عمل کیا پھر گمراہے مین اونکی کیا باقی رہا حالانکہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ فرماتی ہین علماء امتی
کانبیاء بنی اسرائیل اور اسیطرح بہت سی تعریفین علماء کی ارشاد فرماتی ہین پس صاحب رسالہ
ایسی شبہ عامۃ الورود سی زبان بند کرے اور یا کوئی جواب خاص تجویز فرمائی فما ہو جوابہ
فہو جوابنا اور حدیث ثقلین کو جو صاحب رسالہ نی ذکر کیا ہی محض بے سود ہی کوئی نفع اوسی

اوسی حاصل نہین جیسا کہ مذکور ہوا امید اوسکو بسر و چشم مقبول جانتی ہین یہ حدیث سراپا شنیعہای مخالف
جعفہ امامیہ ہے کذب جاننا اوسکا کام کاذب خائن کا ہے ہان البتہ یہ حدیث کہ مشہور بحدیث ثقلین
ہی اہلسنت کی حقمین مصداق اذا زلزلت الارض زلزالہا واخرجت الارض اثقالہا ہی اور
از جملہ معجزات جناب ختم المرسلین صلعم ہی کہ جملہ فروع و اصول تارکان اہلبیت کو برباد و خراب بلکہ مونہ
حباب و سراب کرتی ہے اور ارکان مذہب سنیہ اس حدیث سی مانند کنگرہ ایوان کسری منکسر ہوکر
خاک مین ملجاتی ہین اسواسطی کہ یہ حدیث کتب معتبرہ فریقین مین باسانید متکاثرہ اور طرق متظافرہ
مذکور ہے اور قدر مشترک اسمین الفاظ معدودہ ہین کہ کوئی اوسکا انکار کر نہین سکتا اور وہ الفاظ
معدودہ یہہ ہین انی تارک فیکم الثقلین کتاب اللہ وعترتی اہلبیتی ما ان تمسکتم بہما
لن تضلوا بعدی لن یفترقا حتی یردا علی الحوض عارفان اسلوب کلام اور صاحبان افہام
پر واضح ہے کہ یہ الفاظ ہدایت بنیاد جو زبان افصح من نطق بالضاد سی صادر ہوئی ہین مشتمل فوائد
شریفہ اور منتج نکات لطیفہ ہین اور جملہ فوائد سی ایک فائدہ عظیمہ یہہ ہے کہ خلافت خلفای ثلاثہ
باطل ہوجاتی ہے اسواسطی کہ حضرت نی اسمقام مین بمقتضای رافت و رحمت سبب نجات اور ہدایت
کو ارشاد فرمایا ہی اور ہدایت کو منحصر دو امر مین کیا ہی اول قران دوم اہلبیت اور اون
دونون کو حاکم مستقل اور سبب نجات الی یوم القیام کیا ہی اور ظاہر ہے کہ اگر ہدایت کا کوئی اور سبب
ہوتا تو نبی رؤف و رحیم اوسکو بمقتضای رافت و رحمت کبہی ترک نفرماتی اور اوس شی ثالث کو
بہی ذکر کرتی والا خلاف رافت و رحمت لازم آتا ہی و ہذا خلف اور یہ بہی ظاہر ہی کہ اہلبیت کو جو شریک
قران فرمایا ہے تو اسی وجہ سی کہ قران مجمل اور ذی وجوہ ہی کوئی اوسکو بالتمام بجز اہلبیت کی نہین
جانتا پس قران بہی بدلیل حصر راجع طرف اہلبیت کی ہوگا اس سے ظاہر ہوا کہ مدار ہدایت بعد خدا
و رسول صلعم کی منحصر ذوات اہلبیت پر ہے اور حاکم مستقل اور امام بالاصالہ اور خلیفہ اسی ہی ہین پہر
اب خلفای ثلاثہ کو کیا بہرہ رہا بلکہ وہ بسبب ادعای مرتبہ امامت غاصب و خائن ہونگی و ہو المطلوب
پس مناسب یہ ہی کہ اہلسنت اس حدیث کو زبان پر نہ لائین کہ حدیث ثقلین سی بجز خجلت اور
انفعال کے اور کچھہ حاصل نہین بلکہ سبب رنج و ملال اونکی کے ہی اور اسیطرح اس حدیث سی فواید بیشمار
حاصل ہوتی ہین کہ ذکر اونکا بسبب تطویل ہے علمای اعلام نی اس امر مین کتب و رسائل اور

براہین و دلائل مرتب فرمائی ہین اور اِس حقیر نے بہی اس حدیث مین ایک رسالہ مفردہ تصنیف کیا
کہ مشام عقول تابعین اہلبیت ریاحین مضامین اوسکی سے معطر ہوتی ہین و اسئل اللّٰہ ان یجعلہا لی
ذخرا لیوم المعاد و للمومنین ذریعۃ الی الرشاد وہو الموفق للسداد **قال صاحب الرسالہ**
پانچوین یہ کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام اور امام جعفر صادق علیہ السلام کو حکم تقیہ کا نہ تہا بلکہ حکم ایسے
یون تہا کہ نصیحت کرین اور فتوی دین اور اہلبیت کی علم کو رواج دین اور اپنی باپ دادا کو سچا
رکہین اور کسی سے نہ ڈرین کہ کوئی کچھہ کر نہین سکتا جیسا کہ عبارت خاتم ذہب ہی کہ جبرئیل لائی تہی
اور کلینی مین موجود ہی معلوم ہوتا ہی اسصورت مین بہی امامیہ کو لازم ہی کہ اون دونون امامون کے
روایات کو جو تعریف خلفای راشدین مین ہین مع اور روایتون کے کہ مطابق مذہب اہلسنت کے ہین
تقیہ سی بچاوین اور اونپر عمل کرین اور دامن ائمہ طاہرین ع کو لوث تقیہ سی آلودہ نکرین **اقول و بہ نستعین**
یہہ شبہ بہی مانند شبہات سابقہ کی جولانگاہ انظار زاکیہ اولوا الابصار ہے صاحب تحفہ وغیرہ نی اس
شبہ باطلہ کے تحریر مین مانند نامہ اعمال اپنی کے اوراق سیاہ کئی ہین اور علمای اعلام اور فضلای کرام سلّمہم
جناب علامۃ العلام احلہ اللّٰہ دار السلام نی رد منتہی الکلام مین جواب شافی اسکا تحریر فرمایا ہی اور اقوال سابقہ
سی جواب اسکا واضح ہے لاکن ازانجا کہ مؤلف نے اسکو بطرز آخر لکہا ہی پس ہم بہی جواب اسکا
بطرز مختصر بیان کرتی ہین پس مخفی نرہے کہ اصل حدیث جو بخطاب امام ہمام محمد باقر علیہ الصلوۃ والسلام
صحیفہ مقدسہ مین وارد ہی بنابر روایت بعض علماء اعلام ادخلہ اللّٰہ فی اعلی علیین یہہ ہی حدث الناس
وافتہم وانشر علوم اہلبیتک وصدق آبائک الصالحین ولاتخافن احدا الا اللّٰہ فانہ لا سبیل لاحد
علیک اور جو عبارت کہ بخطاب امام جعفر صادق علیہ السلام وارد ہی وہ یہ ہے حدث
**الناس وافتہم ولاتخافن احدا الا اللّٰہ وانشر علوم اہل بیتک وصدق ابائک**
**الصالحین فانک فی حرز وامان** یہہ فقرات شریفہ اور یہ الفاظ صحیفہ کسی نوع سی مطلوب ضعیف
مولف اور اہل نحلہ اوسکی پر دلالت نہین کرتے اور بطلان تقیہ پر شہادت نہین دیتی اسواسطے کہ
فقرات اولی جو صحیفہ امام محمد باقر علیہ السلام مین وارد ہین یعنی حدث الناس وافتہم وانشر علوم اہلبیتک
وصدق آبائک الصالحین وہ چار حکم پر مشتمل ہین **اول** بیان حدیث درمیان مردم **دوم**
فتوی بین الناس **سیوم** نشر علوم اہلبیت **چہارم** تصدیق اور شک نہین کہ ان

ان دونو معصوموں نے ان احکام اربعہ کی بجالانی مین کسیطرح کوتاہی نہین کی بلکہ بمضمون قول حضرت
نوح علی نبینا وآلہ وعلیہ الصلوٰۃ والسلام رب انی دعوت قومی لیلاً ونہاراً اور بمضمون
ثم انی دعوتہم جہاراً وہ دونو معصوم لیلاً ونہاراً اور سراً وجہاراً اپنی زمانہ مین بندگان خدا
کو ہدایت فرماتی تہے اور نشر علوم اہلبیت کرتی تہے اور اپنی آباء طاہرین کی تصدیق فرماتی تہے
اور مخالفین مذاہب حق پر حجج قاطعہ اور براہین ساطعہ قایم کرتے تہی اور لوگون کو امور حلال و
حرام اور مسائل صلوات وصیام اور معالم دینیہ اور معارف یقینیہ تعلیم فرماتی تہے حتی کہ بدولت اس
نشر علوم کی شیعیان اہلبیت اقطار عرب مین مانند کوفہ اور قم اور حلہ وغیرہ کی منتشر ہوئی اور فقط ان
برکت تو ان امام جعفر صادق علیہ السلام مین چار سو کتابین کہ مشتمل اوپر معالم دینیہ اور مسائل یقینیہ کی
تہین چار سو مصنف نی خواص اصحاب سی تصنیف فرمائین اور بدولت اس نشر علوم کی مخالفین
اور معاندین درپی کینہ وعداوت وآزار اہلبیت سلطان مدینہ ہوی چنانچہ سابقاً ذکر ان امور
کا بالاجمال ہو چکا ہے پس منصف دیندار پر ظاہر ہوا کہ اون دونو امام معصوم نی نشر علوم
٥٩ و دیگر احکام خداوند حی وقیوم مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہین کیا اور یہ نشر علوم منافی اور مضاد
اور سبب بطلان تقیہ اون دونو معصوم کی حق مین نہین ہو سکتا اسواسطی کہ اولاً اگر بسبب غلبہ
اور کثرت وشوکت مخالفین ومعاندین اور تغلب وتسلط اور بغض وعداوت امراو سلاطین بعض اوقات
مین تقیہ واقع ہی ہوا تو یہ مستلزم اسکو نہین کہ ہر وہ تقیہ کبہی مرتفع نہو اور نشر علوم صادق نہ آوے
بلکہ ہمنی سابق مین بیان کیا ہے کہ حضرات تقیہ جب فرماتی تہی کہ سبیل علم اونحضرات پر منحصر نہوتی تہی
اور حق مثل آفتاب کی منجلی ہوتا تہا اور یہ مرتبہ نہین ہے مگر بعد نشر علوم کے پس ایسے حالمین تقیہ اون
حضرات کا مانع اور منافی نشر علوم کا نہین اور جو شخص کہ ایمان حشر ونشر کا نہین رکہتا اگر وہ اس تقیہ
کو منافی نشر علوم کی سمجہی تو وہ منتشر الحواس سمجہا جائیگا ثانیاً تقیہ اگر تہا تو نسبت مخالفین کے
تہا نہ اپنی شیعون اور معتقدین سے پس اگر مخالفین سے تقیہ فرماتی تہے تو آخر اپنی شیعون مین تو نشر
علوم کرتے تہی پس معلوم ہوا کہ تقیہ اون دونو اماموں کا منافی نشر علوم وتصدیق آباء صالحین
نہین بلکہ اگر تامل کیا جای تو ظاہر ہوتا ہے کہ تقیہ اون دونون معصومون کا تصدیق آباء صالحین
سی خالی نہین اسواسطی کہ امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتی تہی التقیۃ دینی ودین آبائی کا روا

شیخنا المقداد علیہ الرحمۃ والرضوان فی کتابہ کنز العرفان اور دیلمی نے کہ علمای عامہ سی ہے کتاب فردوس
مین علی مانقل عنہ جناب امیر المومنین ع سی روایت کی ہے کہ لا دین لمن لا تقیۃ لہ پس معلوم ہوا کہ تقیہ
اونحضرت کا منافی تصدیق آباے صالحین نہین فافہم واللہ الہادی الی سواء السبیل وفی المقام کلام
آخر ترکنا مخافۃ التطویل اور فقرہ شریفہ لا سبیل لاحد علیک کو جو مولف رسالہ اپنی مطلوب
پر دلیل قوی سمجہا ہے یہ بہی ضعف سی خالی نہین اس واسطی کہ یہ فقرہ صحیفہ آیہ مصحف
سے ہم معنی ہے اور وہ آیت یہہ ہے ولن یجعل اللہ للکافرین علی المومنین سبیلا تو مولف
کی نزدیک اگر فقرہ شریفہ کی یہہ معنی کہ کوئی تمہارا کچہہ کر نہین سکتا کما نقلہ فی الترجمۃ تو آیہ کریمہ کی بہی
معنی ہونگی کہ کافرین مومنین کا کچہہ کر نہین سکتی لاتحادہما فی المعنی اور اسوقت مین جو اعتراض
ہمپر مولف نی وارد کیا اوسکی علما و مذہب پر بہی وارد ہوگا اور حکم تقیہ مومنین سی بہی مرتفع
ہو جائیگا حالانکہ باعتراف محققین اہلسنت مانند حسن بصری اور فخر رازی اور خطابی اور شارح صحیح مسلم
کہ مدعی اتفاق علما جواز تقیہ پر ہین اور باعتراف امام اعظم اہلسنت و باعتراف صاحب تحفہ وغیرہم من
علماہم جواز تقیہ مومنین کے حق مین ثابت ہی کما سبق تفصیلہ علاوہ اسکی بہت سی لوازم قبیحہ اور 6
نتایج شنیعہ بنا بر زعم صاحب رسالہ مترتب ہوتی ہین مثلا مبتلا ہونا حضرت ابوبکر کا ضرب نعال کفار
بر حال مین اہلسنت کی نزدیک متحقق ہے اور از جملہ فضائل یار غار ہے پس اگر آیہ کریمہ مانند فقرہ شریفہ
کے مطلق ہے کما یلزم علی زعمہ تو لازم آتا ہے کہ حضرت ابوبکر کو ایمان سے بہرہ نہو اسواسطی کہ اگر وہ مومن
ہوتی تو بحکم آیہ کریمہ کفار مکہ اون پر غالب نہوتی اور کفش کاری بے ادبی نکر سکتی کما فی روضۃ الاحباب
وہذا عین مطلوب الشیعہ اور اسیطرح لازم آتا ہے کہ ہجرت رسول مختار ص و اختفای غار کہ مبنی اوسکا قلت
بلکہ فقدان اعوان و انصار و خوف کفار تہا لغو ہو جائے ولا یخفی قبحہ علی من حسن اسلامہ اور سب سے
زیادہ یہہ قباحت لازم آتی ہے کہ شہادت فرزند رسول الثقلین امام حسین علیہ السلام بنا بر زعم
صاحب رسالہ باطل بلکہ العیاذ باللہ بنا بر زعم باطل مولف رسالہ کلام ایمان مین اونجناب کے ہوتا ہی
اس تقدیر پر کفار شام اور یزید بد انجام کو امام انام پر غلبہ نہوتا مگر یہہ کہین کہ یزید بہی مومن تہا جیسا
کہ غزالی نے دعاے اللہم اغفر للمؤمنین والمومنات مین اوسکو داخل جانا ہی اور غلبہ
ایک مومن کا دوسرے مومن پر بعید نہین لاکن غالب ہے کہ اس زمانہ کی علما اور سنی غزالی کی دام مین

دام مین نہ آوین اور مانند آہوی رم کردہ کی اسواد ی سے رم کرین اسواسطی کہ وہ خود مظہر ہین کہ یزید نے
جب حکم قتل امام معصوم کا دیا کافر ہوگیا ہرچند بقول صاحب صواعق یہ قول اونکا خلاف اقوال ائمہ سلف
ہے بہرصورت سنیونکو بطلان شہادت امام معصوم مین خوب وجہ وجیہ ہاتھہ لگی اب تو قرآن سے بہی
اونکی طرف ہوگیا اولاد اور شیعیان حسین و علی پر خوب جہاد کرین اور ضعفائ بدریہ خواب نکالین خلاصہ
یہہ ہے کہ اگر آیہ کریمہ کو مؤلف رسالہ مانند فقرہ شریفہ کے اپنی زعم باطل مین مطلق جانتا ہے تو اونہی لوازم
قبیحہ اوسپر مترتب ہونگی اور اگر تخصیص اوسکی بعض اوقات اور بعض زمان یا بعض امور سی یا کسی دلیل
سے ہی تو وہ ہی تخصیص اس فقرہ شریفہ مین بہی جاری ہے فخرالدین رازی نے اس آیت کو تفسیر
مین کئی قول نقل کئی ہین **اول** یہ کہ قیامت مین کوئی کافر مومن پر غالب نہین ہوسکیگا **دوسرے**
یہ کہ دنیا مین اور معنی یہ ہین کہ حجت مومنین کے غالب ہے اور کوئی کافر اونپر بہ حجت و دلیل غالب
نہین ہوسکتا **تیسری** یہ کہ امر عام ہے کل امور مین مگر جسکو دلیل نے خاص کردیا وہ مستثنی ہے
ان اقوال ثلاثہ سی مطلوب ہمارا بہی حاصل ہوتا ہی جو قول اس آیہ کریمہ مین مراد کا ہے فقرہ صحیفہ مین
بہی مراد ہو ہوسکتا ہی کما لایخفی اور اسحالمین تاویل فقرہ شریفہ وانت فی حرز ظمان کی بہی جو بخطاب
امام جعفر صادق علیہ السلام وارد ہی ظاہر ہوئی کما لایخفی علی ذوی الافہام اسواسطی کہ جب کافر مومن
پر غالب نہوئی تو لازم اوسکا یہ ہے کہ مومنین حرز و امان مین ہونگی اور اسوقت مین جو تاویل آیہ کریمہ
کی ہوگی چونکہ فقرہ شریفہ لازم اوسکا ہی وہی تاویل اوسمین بہی جاری ہوگی کما یشہد بہ قضیۃ التلازم
علاوہ اسکی بہت سی آیات ایسی ہین کہ جو اسبات پر دلالت کرتی ہین کہ خداوند کریم اپنی بندون کا
حافظ ہے اور اونکو حرز و امان مین رکہتا ہے پس اگر یہ حفظ و حرز مطلق ہے تو وہی لوازم مترتب
ہونگی جو سابق مین مذکور ہوئی اور اگر مانند سابق کے تقیید و تخصیص اوسمین جاری ہے تو وہی تقیید
و تخصیص اس فقرہ مین بہی جاری ہوگی کما لاتخصیص قائل نا ملا صادقا اب باقی رہا فقرہ کی تخالف
الحمد الا اللہ پس مؤلف رسالہ وغیرہ من علماء مذہبہ نا بمزعوم باطل کے اسکلام کو اپنی مطلوب پر
حجت قوی جانتی ہین بہ بنای استدلال اونکی کے اسی کلام پر ہی اور ملخص اسکا یہ ہے کہ جب بحکم فقرہ
شریفہ امین ہین پہر خوف کسی کا بجز خدا کی جائز نہوا اور اونکا خوف منحصر خوف خدا مین ہو تو تقیہ
اونپر حرام ہوگا اور احادیث اونکی محمول تقیہ پر نہونگی **اقول** اہل ہوش پر مخفی نہین کہ یہ شبہ باطل

کسقدر بیتاب ہی قول خوارج سی کہ مولای مومنین نفس خیر المرسلین پر زبان طعن و تشنیع دراز کرتی ہے اور کہتی تہے لا حکم الا للہ اور ہرچند مولای مومنین جواب مین فرماتی تہی کلمۃ حق یرید وبہا الباطل لاکن اون ملاعین کی دلمین اثر نکرتا تہا اور اسیطرح لشکریان معاویہ غاویہ از راہ مکر و خدیعت مصاحف کو نوک سنان پر بلند کرکی باواز بلند کہتی تہی کتاب اللہ بیننا و بینکم اور مقصود اونکا یہ تہا کہ لوگ جناب امیر کی نصرت سی ہاتہ اوٹہاوین اور اونکو ترک کرکے شریک لشکر ابن معاویہ ہووین آخر اس شبہہ مزخرفہ کی سبب سے لشکریان جناب امیر نی ہاتہ جنگ سی کہینچا اور ہرچند کہ مولای مومنین فرماتی تہی انا کلام اللہ الناطق و ہذا کلام اللہ الصامت لاکن قلوب ضعفاء امت مین اثر پذیر نہوا چنانچہ یہ ماجرا کتب فریقین مین مروی ہے اور کثرت شہرتسی محتاج بیان نہین الغرض جسطرح خوارج نہروان کلمہ حقہ لا حکم الا للہ سی بدلیل حصر معنی باطل مراد لیتی تہی اسیطرح حضرات اہلسنت کہ ہم مذہب بلکہ جاری مجرای خوارج نہروان ہین اس کلمہ سی حصر حقیقی سمجہکر معنی باطل مراد لینا چاہتی ہین اور جسطرح کہ مقصود خوارج جبکا باطل ہے مقصود سنیو نکا بہی باطل ہے اگر حصر حقیقی اسمقام مین مراد ہو تو لازم آتا ہی کہ اون دونون اماموں پر بجز خدا کی اور کسیکا خوف مطلقا حرام ہو جملہ اوقات مین اور یہ لازم باطل ہے اسواسطے کہ یہ امر از قبیل تکلیف مالا یطاق ہے اور خلو نفس انسانی جملہ اوقات مین خوف اعدا و منافقین اور سلاطین متغلبین اور اشرار مخالفین سے محال لبشر ہے اور طاقت انسانی سے باہر بلکہ ایسی تکلیف کسی نبی اور رسول کو نہین ہوئی اور قول موسی ففررت منکم لما خفتکم اور ماجرای ہجرت رسول مختار و اختفاء غار وغیرہ دلیل اس امر پر ہین کما سبق اور کوئی علما و فضلا سی اس امر کا اعتراف نہین کرتا کہ انبیاء پر مطلقا خوف حرام تہا سوای خوف خدا کی الحاصل یہ حصر جو اسمقام مین جملہ لا یخافون احدا الا اللہ سی مفہوم ہوتا ہی اگر حقیقی ہے تو مستلزم تکلیف مالا یطاق بلکہ خلاف تکلیفات انبیا اور خلاف بدیہہ ہے اور کوئی عقلا سی ایسی تکلیف کا معترف نہین کما لا یخفی اور اگر حصر اضافی ہے کما یشہد بہ الضرورۃ تو یہی مطلوب شیعہ ہی کہ اغلب اوقات مین خوف اون دونو معصوم کا منحصر خوف خدا مین تہا مثلا اوسوقت خاص مین کہ جب اظہار حق اونپر واجب ہوتا تہا اور سبیل علم منحصر اونحضرت مین ہوتی تہی پس ایسے وقت مین بجز خوف خدا کی اور کسیکا خوف اونحضرات پر حرام تہا اور بعض اوقات مین جبکہ شروط تقیہ موجود ہوتی تہی تو وہ دونو امام بحق مانند اپنی جد معصوم خاتم المرسلین کی بحکم خداوندی وقیوم تقیہ

تقیہ بہی فرماتی ہے کما مر تفصیلہ خلاصہ یہہ ہوا کہ حصر حقیقی اسمقام مین باطل اور حصر اضافی ثابت اور ایسا
حصر سبب بطلان تقیہ نہین پس معلوم ہوا کہ یہہ فقرہ بہی مفید مطلوب مستدل نہین اور کوئی قرینہ
ترجیح معنی موہوم المصنف کا یہان نہین اور اگر فقرات سابقہ تحتی قایم کرین تو وہ بہی ظاہر ہوا کہ معنے
اون فقرات کی دال ابطلان تقیہ پر نہین اور بر تقدیر تنزل جو معانی کہ ہمنی بیان کیٔ ہین محتمل الصحۃ ہین
واذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال فتامل ولا تغفل اور واضح ہو کہ فقرہ شریفہ لا تخافن
احدا الا اللہ کی ایک معنی صحیح اور بہی ہین کہ بعد احاطہ تام مجموع تقریرات سابقہ واضح ہوتی ہین
اور وہ یہہ ہین کہ حقتعالی بخطاب امامین ہمامین علیہما السلام فرماتا ہے کہ تم تابع فرمان خدا رہو اور
اوسکی حکم بجا لانی مین شدائد و مصائب کا تحمل کرو اور حکم خدا کو مقدم جانو اور خوف ملامت اور سرزنش
خلق کا نکرو جیسا کہ حقتعالی جناب ختم المرسلین کی حقمین فرماتا ہی وتخفی ما فی نفسک ما اللہ مبدیہ
وتخشی الناس واللہ احق ان تخشاہ اس آیت سی اور کلام مفسرین سی مانند رازی وغیرہ کی ظاہر ہی کہ جناب
ختمی مآب بعض امور مین خوف بدگوئی اور طعن و تشنیع کا کرتی تہی پس حقتعالی نی فرمایا کہ تم خلق کی بدگوئی
کا خوف نکرو خدا کی خوف سے تمکو کام ہی اسیطرح حقتعالی نے دونون امام معصوم سی فرمایا کہ تم خلق کے ٦٣
طعن و تشنیع سی خوف نکرو خوف خدا سی کام رکہو خلق تم پر بحجت و دلیل غالب نہین ہو سکتی اسواسطے
کہ تم بحجت خدا ہو وحجت اللہ عالیہ اور اسیطرح حقتعالی شان مومنین مین فرماتا ہی لا یخافون فی اللہ
لومۃ لائم یعنی وہ لوگ راہ خدا مین ملامت اور طعن اور تشنیع خلق سے نہین ڈرتی پس یہہ آیہ
مصحف اور فقرہ صحیفہ دونون ایک معنی پر وارد ہین اور اس معنے سی بطلان تقیہ لازم نہین اسواسطے
کہ تقیہ کے لیے مقامات متعددہ ہین مثلا خوف جان اور خوف فتنہ وفساد اور خوف قتل اولاد و شیعہ
اور اسکا انتفا اسمعنی مین لازم نہین کما لا یخفی اور یہہ معنی محاورہ عرب مین شایع و ذایع ہین چنانچہ
ماہرین پر مخفی نہین اور کلام صدق نظام جناب امیر بجواب قول خوارج کلمۃ حق یریدون بہ الباطل
اس امر مین دلیل کامل ہے کما یظہر بالتامل بلکہ خود کتاب اللہ مین اسطرح کے آیات بہت سی واقع ہین
کہ دو آیتین اونمین سی بطور نمونہ اس مقام مین مذکور ہوئین اور اسیطرح محاورہ عجم مین ایسی معنی بہت
مشہور ہین چنانچہ شاعر سنی کہتا ہی ؎ در طلب کردن حقیقت کار + از خدا شرم دار و شرم دار +
اسی بہی معلوم ہوتا ہی کہ سوای خدا کی کسے سی شرم بیجا ہی کہ معنی ظاہری پر محمول ہے تو لازم

ہی کہ برخلاف حدیث الحیاء من الایمان اہلسنت بیحیائی اختیار کرلین اور بمضمون اذا لقیت جلباب
الحیاء فاصنع ما شئت جس ترتیب کو مستحسن جانین عمل مین لائین اور حیای عثمانی سے ابتدا ڈہنائین
بلکہ خلیفہ ثالث کو باحیا کہین اور چونکہ بحکم حدیث مذکور حیا لازم ایمان ہے تو خلیفہ ثالث بسبب فقدان حیا کی فاقد
الایمان بہی ہونگی فتامل ہرگاہ جواب تحقیقی سے بعنایت مبداء فیاض فراغ حاصل ہوا تو اب ہم کہتی ہین کہ
اگر ہم ان سب وجوہ سی قطع نظر کرین اور جو کچھ مؤلف رسالہ نی استدلال کیا ہی مسلم کرلین تو یہ شبہ
سخ الطعامۃ الورود ہی بارگاہ عرش اشتباہ جناب ختم المرسلین بلکہ انبیاء معصومین تک پہونچتا ہی اسواسطی
کہ خود دیباچہ اول مین مؤلف رسالہ نی اعتراف کیا ہی کہ نبی و امام کسی سے نہین ڈرتے اور آیہ کریمہ الذین یبلغون
رسالات اللہ ویخشونہ ولا یخشون احدا الا اللہ کو مستند اپنا کر دانا ہی اور اسیطرح خداوند کریم نی جناب
خاتم المرسلین کے حقمین فرمایا ہے یا ایہا النبی قم فانذر وربک فکبر اور کہین فرمایا ہی ان شانئک
ہو الابتر اور سورہ تحریم مین ازراہ تعریض بعایشہ و حفصہ فرمایا ہے وان تظاہرا علیہ فان اللہ ہو
مولیہ وجبریل وصالح المومنین والملائکۃ بعد ذلک ظہیر یعنی اگر تم پیغمبر بر حق کی
مخالفت کروگی تو خدا اوسکا یاور اور مددگار ہے اور جبریل اور صالح المومنین کہ مراد اوسی بنابر تفسیر بعض ٦٧
مفسرین اہلسنت کی جناب امیر ہین اور بعد اوسکے ملایکہ مددگار ہین اور کہین فرمایا ہی فاصدع بما تؤمر
واعرض عن المشرکین انا کفیناک المستہزئین پس ہرگاہ کہ برگزیدگان بارگاہ الہی بجز خدا کے
اور کسیکا خوف حرام ہوا مطلقا پہر کیون حضرت ابراہیم نے کہ حضرات امامیہ ائمہ معصومین اور اہلبیت
طاہرین پر ہر وقت اور ہر زمان مین تقیہ واجب نہین جانتی بلکہ تقیہ کے واسطی وجوہات اور مقامات
اور شرایط مین کہ جب وہ شرایط متحقق ہوتی ہین تو تقیہ جایز ہوتا ہی چنانچہ علماء اعلام نے تقیہ کو کئے
قسمون پر منقسم فرمایا ہے کبہی تقیہ حرام ہوتا ہے اور کبہی حلال و مباح پس مؤلف کو لازم ہے
کہ اولا اجماع شرایط تقیہ واسطی فرزند امام المتقین قرۃ العین سید المرسلین کی ثابت کری بعد ہو چکنے کے
زبان اعتراض فرقہ حقہ پر دراز کری و دونہ خرط القتاد و تعجب ہے کہ خود وجہ خامس مین اشعار لکہتا ہے
کہ بروایت کلینی علیہ الرحمہ ہر امام کی لئی ایک صحیفہ معین تہا کہ ہر ایک امام اوسمین بحکم خاص محکوم تہا پہر
ہو سکتا ہی کہ جناب سید الشہدا خاصۃ اوس صحیفہ سماویہ مین مامور بجہاد ہون جیسا کہ مذہب
علمای فرقہ حقہ ہی پس یہ امر منافی تقیہ دیگر حضرات معصومین نہوگا آیا مؤلف نہین جانتا کہ از

کہ از جملہ شرائط تقیہ یہ ہے کہ اوسکی فعل مین امید حفظ و امان شر اعدا و منافقین سے ہو چنانچہ کلام صاحب
تحفہ سے بہی تعریف تقیہ مین واقع ہے اور سابق مین مرقوم ہوا ہی ہے اور مفہوم ہوتا ہے
اسواسطی کہ اونہون نے بہی حفظ نفس اور عرض مال کو علت تقیہ گردانا ہے ومتی لم یتحقق العلة
لم یتحقق المعلول کما لا یخفی اور بعد تتبع اخبار و سیر کے جو اس تتمہ مین وارد ہوئی ہین ظاہر
ہوتا ہے کہ جناب سید الشہدا علیہ السلام کو علم اپنی نجات کا حاصل تہا بلکہ حضرت جانتی تہے کہ اعداء
دین اور منافقین و معاندین در پی جان اور قتل و غارت مین کسیطرح اپنی مکر و دغا اور جور و جفا
سے باز نہ آئینگے معاذ اللہ کذبات ثلثہ کو بخوف حاکم وقت استعمال فرمایا اور کیون حضرت موسے
قوم فرعون مین تقیہ رہتی تہی اور کیون فرمایا ففررت منکم لما خفتکم اور اسطرح جبکہ جناب
ختم المرسلین پر حقتعالی نے خوف ہر کسیکا بجز اپنی خوف کی حرام فرمایا اور تاکید تبلیغ رسالت پر کی
اور اونکی دشمن کو ابتر فرمایا اور اونکو اظہار امر پر مامور کیا اور وعدہ فرمایا کہ ہمہی تمکو شر کفار مستہزئین
سے باز رکہا اور عائشہ و حفصہ کے مقابلہ مین خود اپنی ذات کو اور جبرئیل اور صالح المومنین اور
٦٥ ملائکہ کو ناصر فرمایا تو پہر کیون وہ حضرت بخوف کفار کعبہ کو چہوڑکر چلے گئے اور تین روز تک غار
مین مخفی رہے اور بخوف قرب زمان جاہلیت قوم عائشہ کعبہ کے تعمیر نکر سکے اور منافقین کے اسماء
بجز حذیفہ کی اور کسیکو تعلیم نفرمائی اور انکی اظہار کا حکم دیا اور بشہادت فخر الدین رازی کہ امام اہلسنت
ہی بعض قرآن کو کفار پر پڑہتی تہے اور بعض قرآن کو اونسی مخفی فرماتی تہی خوفا علی نفسہ و اصحابہ
حالانکہ خوف کفار او حضرت پر بشہادت مولف رسالہ و بحکم آیات مذکورہ حرام تہا پس اگر صاحب رسالہ
اسکی جواب مین کہی کہ یہہ اظہار ہی بحکم خدا تہا اور اخفا ہی تو ہم بہی کہینگے کہ یہ دونو امام معصوم تہے
اپنی جد معصوم کی اظہار اور تقیہ بحکم خدا کرتی تہے بہرصورت جو کچہہ صاحب رسالہ اور علمای مذہب اسکی
اس امر کا جواب دینگی وہی جواب ہماری طرف سے ہو گا اب اس جگہہ سی واضح ہوا کہ یہہ شبہ
سراپا باطل اور مضمحل ہے جاء الحق وزهق الباطل ان الباطل کان زهوقا قال صاحب الرسالہ
پانچویں یہہ کہ اگر ائمہ کو تقیہ اور خوف سی خلاف حق کے کہنا درست ہوتا تو حضرت امام حسین علیہ السلام بہی
یزید کی بیعت کر لیتی اور اپنی تئین مع اہلبیت کی فوج یزید سی قتل اور اسیر ہونا روا نرکہتی الغرض
ان سب صورتون سی ثابت ہی کہ حدیثین ائمہ کی جو مطابق مذہب اہلسنت کی کتب امامیہ مین واقع

ہین ہرگز ائمہ نی دشمنون کی خوشی نہین فرمائین جسطرح کہ شیعہ گمان کرتے ہین بلکہ مطابق حق کے
فرمایا جیسا کہ اہلسنت کہتی ہین مثل مشہور ہے کہ عیان را چہ بیان اب اللہ تعالی اپنی فضل سے سب
مومنین کو توفیق انصاف کی عنایت کری اور کج بحثی سے محفوظ رکہی اور اس رسالہ کو کہ نام اسکا
ردتقیہ ہی مقبول فرمائی والحمد للہ تعالی علی اتمام الحجۃ **اقول و بہ نستعین** شبہہ بہی
مانند شبہہ سابقہ محل بحث و کلام اور سبب جرئت فضلاء اولی الافہام ہے زمان قدیم سی علمائی
اہل خلاف اس کلام واہی کو ذکر کرتے ہین اور اس قصہ ہایلہ کو سبب بطلان تقیہ جانتی ہین اور
علمائی اہل حق نے جواب اس شبہہ باطلہ کا بوجوہ عدیدہ اور دلایل سدیدہ بیان فرمایا ہی لیکن تعجب
ہی کہ مؤلف رسالہ وجہ سادس مین آل عبا مظلوم کربلا علیہ التحیۃ والثنا کا ذکر زبان پر لایا
اور جواب علماء فرقہ حقہ سی کہ دافع شبہات و اوہام اور قاطع مادہ سودای خام ہے اعراض
فرمایا اور اپنی زعم باطل مین بنا بر اصول اور قواعد مسلمہ تابعان اہل البیت بطلان تقیہ پر کہ مطلوب
فاسد اوسکا ہی دلیل الزامی قایم کے اور اوس پردہ الزام مین کہ بردہ عنکبوت سی بہی اوہن ہے
زبان اعتراض امام معصوم پر دراز کی تاکہ بہر صورت مطلب اوسکا کرسی نشین ہو ضعف الطالب ٦٦
والمطلوب بالجملہ اہل انصاف پر ظاہر ہے کہ یہ اعتراض فاسد بنا بر اصول صحیحہ اور قواعد مسلمہ اہل حق
وارد نہین ہوتا اسواسطی اور صلح اور تقیہ انسے کچہہ مفید نہوگا چنانچہ اکثر احادیث امامیہ مین وارد
ہی کہ اوس جناب معصوم نی اپنی برادر ارجمند محمد حنیفہ سے فرمایا کہ ای بہائی اگر مین سوراخ ہای
حشرات الارض مین بہی مختفی ہون تو یہ دشمنان دین مجکو وہانسے نکال کر قتل کرینگے کما رواہ المجلسی
فی البحار پس جبکہ اونحضرت کو علم حاصل تہا کہ مین کسیطرح اور کسی نوع سی ظالمان کے ہاتہہ سی محفوظ
عن القتل نہین ہوسکتا ہون تو پہر تقیہ کا کیا محل و موقع باقی رہا تہا بلکہ ظاہر یہ ہی کہ وہ امام معصوم
نظر بحال پدر بزرگوار اور برادر عالیمقدار تقیہ کو اپنی حق مین مفید نجانتی تہے اسواسطے کہ جناب مولای
مومنین امام المتقین نے باوجود یکہ معاویہ سی صلح برای نام فرمائی تہی اور باتفاق ظالمان تمشیت
امر حکومت دنیوی کہ سراپا مصداق ظلم و جور تہا معاویہ کیطرف عاید ہوگیا تہا پہر بہی اسکی مکر و حیلہ
اور عداوت سی نجات حاصل نہوئی کہ وہ باغی و طاغی امام مظلوم کی حقمین احادیث مذمت وضع
کرتا تہا اور اونکی دوستونکو ذلیل و خوار کرتا تہا اور بر سر منبر تفضیح و اہانت اوس جناب کے عمل مین

مین لا ابدا اور کوچہ بازار مین مثالب اوس حضرت کی مشتہر کرتا تہا یہانتک کہ بعد وفات اوس جناب کے
بہی زبان اوس باغی طاغی کے بند نہوئی اور بدگوئی کی سنت موقوف ہوئی بلکہ اوسکے اخلاف
ستمگر رہے کہ ہر وعظ اور ہر خطبہ مولای مومنین کے حق مین زبان درازیان کرتا تہا اور جس حرف کا
خود مستحق تہا وہ انحضرت کی حق مین کہتا تہا حتی کہ بتصریح ارباب سیر عمر بن عبد العزیز نے اوس
بدعت سیئہ کو صفحۂ روزگار سی حتی الامکان دور کیا اور اسیطرح حضرت امام معصوم سید مسموم صلوات اللہ
علیہ و آبائہ الطاہرین ہر چند کہ معاویہ سی بناچاری صلح کر چکی تہے مگر پہر بہی دست ظالمان ستم پیشہ
سی نجات نپائی تہے اور آخر انجام یہ ہوا کہ معاویہ غاوی نی کئی بار اوس معصوم کو زہر دلوایا اور
مرتبۂ اخیر مین زہر ہلاہل سے اوس جناب کو قتل کروایا اور جبکہ خبر شہادت اوس جناب کے فرزند
اکلۃ الاکباد فی سنی تو سجدۂ شکر ادا کیا اور آواز تکبیر کے اپنی لشکر مین بلند کی کما رواہ ابن خلکان
فی تاریخہ وغیرہ من علمائہم پس جبکہ حضرت امام معصوم نی اپنی والد بزرگوار اور برادر عالی وقار کا یہہ
حال دیکہا کہ باوجود صلح اور خانہ نشینی کے پہر بہی شر اعداء دین سی نجات نپائی اور لیلا و نہارا
٦٧ وسرا وجہارا ظالمان بیدین کے ہاتہہ سے کمروہات اور شدائد مین گرفتار رہے یہان تک کہ زہر
دغا سی شہید ہوئی تو حضرت کو بمشاہدہ عداوت دیرینہ و بغض و کینہ ظالمان کینہ علم الیقین کا
حاصل ہو گیا تہا کہ بیعت یزید کچہہ مفید نہوگی اور صلح بنا بر اصلاح فساد دشمنان بدنہاد کچہہ کام
نہ آئیگی اور باوجود تقیہ کی بہی افعال و کردار اس قوم نابہنجار کی میری ساتہہ بہی ہونگی اور فائدہ
تقیہ کا کچہہ حاصل نہوگا لہذا حضرت نی تقیہ ترک فرمایا اور اپنی برادر ارجمند سی یہہ کلمہ ارشاد فرمایا واللہ
یا اخی لو کنت فی جحر ہامۃ من ہوام الارض لاستخرجونی حتی یقتلونی اور اگر
بنظر تامل دیکہا جای تو ظاہر ہوتا ہی کہ ظن و علم امام معصوم کا مطابق واقع تہا کہ وہ لوگ بسبب عداوتہای
دیرینہ درپی قتل اہلبیت شاہ مدینہ تہی اور طلب بیعت محض بہانہ اور حیلہ و مکر تہا اس
واسطی کہ اگر یزید کو محض بیعت لینا منظور ہوتا تو فقط مواخذہ اوس ملعون کا امام معصوم سے
متعلق تہا آخر اطفال و نسوان اور حرم محترم امام مظلوم کا کیا قصور تہا کہ اونکو شہر بشہر اور دیار
بدیار بی مقنع و چادر پہرایا اور کوئی دقیقہ ذلت و خواری کا اہلبیت رسول کی لئی اوٹہا نرکہا اور
حق رسول ذو الجلال کی اونکی حق مین رعایت نہ کی اور مانند اسیران ترک و دیلم کے اونکو مجمع

عام میں طلب کیا ان سب باتوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ اوس نابہنجار نے حمیت اسلام اور پاسداری خیر الانام
سے ہاتھ اوٹھایا تھا اور اپنے کینہ ہای دیرینہ اوس سے نکالتا تھا فلعنة الله علیه و علی من ظاهره و مال الیه
فانه لعنه الله ما ابقی علی هتك حرمة ذریة الرسول و سبی نسائهم و اطفالهم و احراق خیمهم
و نهب اموالهم پس بلاحظہ آثار و علامات سے ظاہر ہوا کہ علم اوس امام معصوم کا مطابق نفس الامر تھا
اور جناب کی لیے کوئی مقام تقیہ باقی نہ تھا پس شبہہ صاحب رسالہ کا اس جگہ سے باطل و مردود ہو گیا
فتأمل و لا تغفل مخفی نہ رہے کہ اس شبہہ مزخرفہ کو صاحب تحفہ نے بھی ذکر کیا ہے اور جناب آیة الله فی العالمین
سمی جدہ خیر المرسلین خاتم المجتہدین نے کتاب طعن الرماح میں جواب اوسکا تحریر فرمایا ہے از انجا
کہ وہ جواب باصواب تحقیقات انیقہ اور تدقیقات رشیقہ سے مملو اور مشحون ہے اور اہل عناد کے
حق میں نمونہ صرصر عاد اور مصداق ما انت علی شیء الا جعلته کالرمیم ہے لہذا ضرور ہوا کہ اوس
جواب باصواب کو ہم بھی ذکر کریں اور بسبب تیمن اور تبرک کی کلام خاتم العلماء الاعلام پر اس جواب کو
ختم کریں پس واضح ہو کہ اوس جناب نے بعد نقل کلام صاحب تحفہ اور اثبات تقیہ کے بوجوہ عدیدہ
کتاب مذکور میں فرمایا ہے اما آنچہ در باب جہاد جناب امام حسین علیه السلام و عدم تقیہ آنحضرت مذکور
ساختہ پس مردود است اما اولا بانکہ خود شما در باب نبوت اعتراف نمودہ بانکہ بنا بر مذہب ٦٨
شیعیان ہر یکی از ائمہ طیبین را صحیفہ ایست کہ جناب رسالتمآب بامر رب الارباب آن صحایف
را بائمہ طاہرین مفوض فرمودہ تا مطابق آنچہ در ان نوشتہ عمل نمایند پس بجا کہ آنحضرت در معرکہ کربلا
مامور بخروج و عدم تقیہ بودہ باشد چنانچہ حضرت ابراہیم را بذبح فرزند دلبند خود حضرت اسمعیل مامور
فرمودہ برضا و تسلیم ساخت و معلوم است کہ در شرایع دیگر انبیا ذبح اولاد را سیما کسانیکہ بہ نبوت
فایز باشند جایز نیست و نہ تسلیم خود برای قتل و ذبح بلکہ بمؤدای کریمہ لا تلقوا بایدیکم الی التهلکة
نہی از ان فرمودہ و ہمچنین بعضی انبیا را مامور بجہاد فرمودہ و بعض را ممنوع بلکہ نسبت بیک پیغمبر بحسب
تفاوت ازمنہ امر و نہی از جہاد بوقوع پیوستہ و ادراک اسباب و مناشی این احکام مختلفہ و ناسخیت
و منسوخیت آن از حوصلہ بشریہ بیرونست پس اگر جناب امام حسین علیه السلام مامور بعدم تقیہ در آن وقت
خاص بودہ باشند و این مر بمقتضای ما من عام الا و قد خص از کلیہ وجوب تقیہ در حق آنحضرت مستثنی
باشد محل استبعاد و استغراب نیست و از آن نفی وجوب تقیہ بالمرہ لازم نمی آید ثانیا آنکہ وجوب تقیہ

تقیه بحسب ظاهر حال دران هنگام برای آنحضرت ممنوع است زیرا که عزم جهاد از آنجناب بوقوع نه پیوسته مگر بعد از آنکه

اهل کوفه نامهای متوالی و متواتر در رسولان متعاقب بخدمت آنحضرت فرستادند و استدعای قدوم آنجناب

نمودند و عهود و مواثیق مؤکده بایمان مغلظه دران مندرج ساختند و بیعت آنحضرت را از صمیم قلب خواهان

گشتند چنانچه هرگاه حضرت مسلم از جانب آنجناب بکوفه آمده و بجده هزار کس بشرف بیعت آنحضرت مشرف

شدند و چون کار پیش از واقعه کربلا چیان نقض عهد و نکث بیعت از عرب که حمیت عربیه در ایشان شیوع

تمام داشت بوقوع نیامده بود بحسب ظاهر مقام خوف و تقیه نبود و اگر آنجناب متصدی امر جهاد و خروج نمیشدند

حجت خلق بر آنجناب تمام می گشت اگرچه بعلم امامت بیوفائی و غدر و نقض عهد آن گروه ضلالت پژوه

بر آنحضرت واضح و لایح شده باشد لاکن غالبا احکام تکلیفی شرعی مبنی بر ظاهر است نه علوم لدنیه آیا

نمی بینی که جناب رب الارباب با وجود آنکه بعلم ازلی مطیع را از عاصی و مسلم را از کافر و ابلیس را از ملائکه شناخت

لاکن اتماما للحجة تکلیف و ابتلای بندگان را بر خود لازم فرموده و معلل بان لا یقولوا لولا ارسلت

الینا رسولا فنتبع آیاتك من قبل ان نذل و نخزی کما لا یخفی اما بعد از وصول خبر شهادت

حضرت مسلم در اثنای طریق و ملاقات لشکری که همراه حر بود پس آنجناب هرچند خواهش مراجعت بمدینه 69

طیبه یا دیگر مرز و بوم فرمود ممکن نشد و لشکر حر ممانعت کرد پس محل تقیه کجا باقی ماند و آنحضرت اتماما للحجة

بکرات مرات فرموده بود که مرا بجرم جد خود اجازت معاودت دهید یا بگذارید مرا که بیکی از بلاد بعیده و دیار

نائیه و ثغری از ثغور مسلمین بروم و گاهی دعوی خروج و ادعای اخذ بیعت از احدی نخواهم و حال من مثل دیگر رعایای

مسلمین بوده باشد لی ما لهم و علی ما علیهم و نیز فرموده بود که مرا نزد یزید ببرید تا آنچه رای او در حق من باشد

موافق آن بعمل آرد لاکن آن گروه شقاوت پژوه از غایت بیحیائی و بی شرمی پاس حرمت خدا و رسول نکردند

آن سید جوانان اهل بهشت را بظلم و ستم تشنه لب بر لب فرات شهید کردند فلعنة الله علیهم و علی

اعوانهم و اتباعهم و من رضی بافعالهم و اقوالهم اما توهم اینکه آنحضرت چرا بیعت عمر سعد و ابن زیاد

دران وقت نفرمود و بمقتضای تقیه ترک نمود پس از کجا که دران وقت آنحضرت را از مشاهده غدر و بیوفائی

آن ملاعین نابکار علم بهم رسیده باشد با اینکه بعد از قبول بیعت نیز بمقتضای اضغان بدریه و احقاد خیبریه

که در غزوات حیدریه بآن قوم سور و لعن و لوم رسیده بود غدر را نخواهند گذاشت کیف آن بدنهادان ملعون

که از دین و ایمان بهره نداشتند در جواب آنجناب هرگاه که طلب یکجرعه آب از آن مستحقان عذاب میفرمود

میگفت لا تدر وفی نظرة من الله حتی عطشانا کاهات عثمان و چون خبر شهادت آنحضرت بمدینه
طلبه رسید علیعلد نوحه و بکای بنی ہاشم بجوش آمد چنانکه سبب امیر مدینه و دیگر اتباع عثمان میگفتند واعیة بواعیة
عثمان و چون سر مبارک آنحضرت نزد یزید پلید ولد الزنا بردند گفت یوم بیوم بدر پس اینهمه دلالت تمام
دارد که آن ملاعین سنگین دل طلب بیعت بهانه ساخته بودند و مطلب اصلی آنها انتقام عثمان و جنگ بدر بود پس
چون آنجناب بمشاهده بد طینتی و بی دینی آنها بر غدر و اعوجاج طبایع ردیه آنها از حق و اظهار ضغاین کامنه در آن
وقت مطلع شده باشد و آنحضرت را یقین بهم رسیده باشد که ایشان جز قتل و هتک حرمت من اهلبیت مطلبی
ندارند پس در آنوقت کدام مقام تقیه بود که آنحضرت ترک فرمود انتهی هذا ما افاده المحقق الحسن واجاد و بالغ فی الحمل التام
والارشاد وجاهد فی الله حق جهاده ابقاه الله ناصرا لاجداده المعصومین الی یوم المعاد اب اس تمام سے تین امر آفتاب
نیمروز کی طرح ظاہر ہوا کہ جناب سید الشہداء علیه التحیة والثنا مروج شریعت جد معصوم تھے اور فعل اوس امام عالیمقام کا مصلحت
بسیار اور فواید بیشمار سے مقرون تھا اور تقیه اوس جناب کے لئے ممکن نہ تھا اور اگر حضرت تقیه فرماتے تو شریعت خیر الانام
مروج نہوتی اور لوگوں کی قلوب میں شبہات مستقر ہوتی اور امر حق مشتبه ہو جاتا اور امام معصوم کا بسبب
مجتمع ہونے شرایط تقیه کے منافی تقیه کے معصوم ہیں اور مصلحت اوس کا نہیں کہ یہ امر وہی حکم خدا تھا اور وہ تقیه بھی ۷۰
بحکم خدا تھا اور ہر ایک ائمه معصومین سے پابند حکم خدا اور مطیع فرمان حاکم روز جزا تھا پس جو شبہات صاحب رسالہ
اور اہل نحله اوس کے بنیاد نشور اور فساد اور آورد کلام ہیں بحقیقت یحسبه الظمآن ماء ہوگئی اور سعی باطلین تقیه کی
ناشکور ہوئی اور شبیه امر کا کہ فعل جناب سید الشہداء علیه السلام کا منافی تقیه تھا بدیہی البطلان ہوا فالحمد لله
اللهم احشرنی فی زمرة الحسین واعوانه وانصاره واجعلنی من الطالبین بثاره وادخلنی فی جواره
وایدنی فی جواره وافتح بیننا وبین قومنا بالحق وانت خیر الفاتحین وآخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین

# تمت

## تاریخ اختتام رسالہ ادلة التقیه در ثبوت تقیه

من کلام مطہر فضائل خفی و جلی جناب سید حافظ علی سلمه الواحد المعلی بحرمة النبی والولی متوطن قصبه نہسور ناظم محکمه موجود
بمدہ ادرو +

الہام باشد بیگمان اینک بین تحریر نغز
ستارہ تاقب بود تاریخ این تقریر نغز

۸۱ ۱۲ ہجری